الصّابرین والصّادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار

چون مدح کردن عباد متصفین بصفات مذکورۂ در آیت مزبورہ مشعر ست باستحسان ذکر شان بالسنہ باشد یاد داوراق منثورہ بنا برین رسالۂ ہذا مسمّٰی بہ

کمالات امدادیہ

مشتمل بر بعضے از کمالات مشہورہ و ماثورہ حجۃ العصر حضرت حاجی محمد امداد اللہ المہاجر ذی الفضائل المشہورہ و متصفین جلوہ گاہ عرائس نفائس اسرار مستورہ نوشتہ شد و

مکتبۃ الفرقان لاہور

ایڈیشن ـــــــ اوّل
تعداد ـــــــ ایک ہزار
مطبع ـــــــ حفیظ پریس دربار مارکیٹ لاہور
کتابت ـــــــ مشتاق احمد نیلا گنبد لاہور
قیمت ـــــــ تین روپے

کتاب ملنے کا پتہ

سبحانی اکیڈمی، ۱۹ - اردو بازار لاہور

ادارہ فروغِ اسلام، ۱۶۸ - انارکلی لاہور

ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ - انارکلی لاہور

خاور بک ڈپو، مسلم مسجد سرکلر روڈ لاہور

اشرف اکیڈمی جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خطبہ ^له^

حامداً للّٰہ ذی الفضل العظیم
مالکٌ للملک رحمٰنٌ رحیم

آن خدائی کہ فرستاد انبیا
نے بحاجت بل بفضل و کبریا

آن خداوندی کہ از خاکِ ذلیل
آفرید او شہسواران جلیل

پاک شان کرد از مزاجِ خاکیان
بگذرانید از تگِ افلاکیان

بر گرفت از نار و نور صاف ساخت
وانگہ او بر جملۂ انوار تاخت

آن سنا برقی کہ بر ارواح تافت
تا کہ آدمؑ معرفت زان نور یافت

آن کز آدمؑ رست و دستِ شیثؑ چید
پس خلیفہ اش کرد آدم چون بدید

نوحؑ از ان گوہر چو برخوردار شد
در ہوائے بحرِ جان دُربار شد

جانِ ابراہیمؑ از ان انوار زفت
بے حذر در شعلہائے نار رفت

چونکہ اسمٰعیلؑ در جویش فتاد
پیش دشنۂ آبدارش سر نہاد

جانِ داوٗدؑ از شعاعش گرم شد
آہن اندر دست بافش نرم شد

چون سلیمانؑ شد وصالش را رضیع
دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع

در قضا یعقوبؑ چون بنہاد سر
چشم روشن کرد از بوئے پسر

یوسفِ مہ رو چو دید آن آفتاب
شد چنان بیدار در تعبیرِ خواب

چون عصا از دستِ موسیٰؑ آب خورد
ملکتِ فرعون را یک لقمہ کرد

جان جرجیسؑ از فرش چون راز یافت
ہفت نوبت جان فشاند و باز یافت

له [illegible]

چونکه زکریا ز عشقش دم زدے | گرد در جوف درختش جان فدے
چونکه یونس جرعۂ زان جام یافت | در درون ماہی او آرام یافت
چونکه یحیی مست گشت از ذوق او | سر بطشت زر نهاد از شوق او
چون شعیب آگاه شد زین ارتقا | چشم را در باخت از بہر لقا
شکر کرد ایوب صابر ہفت سال | در بلا چون دید آثار وصال
خضر و الیاس از میش چون دم زدند | آب حیوان یافتند و کم زدند
زد بانکش عیسی مریم چو یافت | بر فراز گنبد چارم شتافت
چون محمد یافت آن ملک و نعیم | قرص مه را کرد در دم او دو نیم
چون ابوبکر آیت توفیق شد | با چنان شه صاحب و صدیق شد
چون عمر شیدای آن معشوق شد | حق و باطل را چو دل فاروق شد
چونکه عثمان آن عیانرا عین گشت | نور فائض بوده ذوالنورین گشت
چون ز رویش مرتضی شد در فشان | گشت او شیر خدا در ہر جہان
روشن از نورش چو سبطین آمدند | عرش را در زین و قرطین آمدند
آن یکے از زہر جان کرده نثار | وان سر افگنده براهش مست وار
چون جنید از جند او دید آن مدد | خود مقاماتش فزون شد از عدد
شاه منصور آنکه نصرت یار شد | تخت را بگذاشت سوے دار شد
بایزید اندر مزیدش راه دید | نام قطب العارفین از حق شنید
چونکه کرخی کرخ او را شد حرس | شد خلیفه حق و ربانی نفس
بوراد ہم مرکب آن سوراند شاد | گشت او سلطان سلطانان داد
وان شقیق از شق آن راه شگرف | گشت او خورشید راے و تیز طرف
شد فضیل از زہے رہ پیر راه | چون بلحظ لطف شد ملحوظ شاه
بشر حافی را مبشر شد ادب | سر نهاد اندر بیابان طلب
چونکه ذوالنون از غمش دیوانه شد | مصر جانرا ہمچو شکر خانه شد

چون سری گی بے سر شد اندر راہِ او   بر سریر سروران شد جاہِ او
صد ہزاران پادشاہانِ جہان   سرفرازانند زانسوے جہان
نامِ شان از رشک حق پنہان بماند   ہر گدائی نام شانرا بر نخواند
رحمت و رضوان حق در ہر زمان   باد بر جان و روانِ پاکِ شان

تمہید

امابعد یہ تراب اقدام نعال رجال عرض گذار ہے کہ مقبولانِ الٰہی کے ذکر احوال کے محمود و مفید ہونے کے اثبات میں ان آیات کا جابجا منتشر ہونا۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ۔ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ۔ وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ وغیرہا اجمالاً دلیل کافی ہے۔ اور ان احوال پر مطلع ہونے سے ہمت ذہاب الی اللہ کی بڑھنا اپنا پندار و عجب مٹنا موقع پر یاد آجانے سے غوائل نفس سے بچ جانا ملفوظات و مقولات کے جاننے سے بہت سے غلط خیالات کا رفع ہوجانا بہت سے دستور العمل اور طرق سلوک کے معلوم ہوجانا بہت سی علمی پیچیدگیاں حل ہوجانا جو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے تفصیلاً برہانِ دانی ہے اسی لیے اسکی تدوین ہمیشہ اکابر کا معمول رہا ہے اور چونکہ ایک شخص سے تمام یا اکثر حضرات کے اقوال و احوال کا استیعاب متعذر ہے و نیز ناظرین کا قصور ہمت بھی اس سے مانع ہے اسلیے اکثر اپنے خاص خاص بزرگون کے حالات کو تدوین کے لیے اختیار کرتے رہے ہیں اور اسمیں ایک خاص نفع یہ بھی ہے کہ ان خاص حضرات کے زمانہ کے قریب کے لوگوں کے طبائع و مذاق و استعداد کے اعتبار سے یہ حالات خاصہ اصلاح قلب و تہذیب نفس میں بوجہ تناسب زیادہ مُعین ہوتے ہیں چنانچہ اسی بنا پر احقر نے تھوڑے دن ہوے کہ اپنے آقا و مرشد شیخ الوقت حجۃ اللہ شمس الطریقہ مولانا الحاج الحافظ المہاجر الشیخ محمد امداد اللہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم واتم انوارہم کے حالات کی تدوین کا بسط کے ساتھ اور تذییلاً حضرت ممدوح کے بعض اخوان طریقت اور خلفاء کے حالات کے جمع کا اختصار کے ساتھ قصد کیا تھا اسکا کچھ سامان بھی فراہم ہوگیا تھا مگر حکمت الٰہیہ سے وہ سب ذخیرہ اتفاقاً تلف ہوگیا

جسمیں کا صرف ایک شعبہ یعنے کرامات امدادیہ خوارق صوریہ کے متعلق البتہ شایع ہو چکا تھا چونکہ وہ مجموعہ تو خارج از وسع ہو گیا اسلیے بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ ۔ باستدعاء بعض مخلص احباب شائقین اشاعت مضامین متعلقۂ احسان و اہل احسان توکلاً علی اللہ تعالے عزم کیا کہ صرف حضرت ممدوح الذکر علیہ الرحمۃ کے کچھ مختصر واقعات متفرق طور پر بلا لحاظ کسی ترتیب خاص کے لکھدوں کہ قند پارے اپنی حلاوت بخشی میں محتاج کسی ترتیب کے نہیں ہوتے بلکہ اس وارستگی میں خود ایک خاص لطف حاصل ہے جسکو دلدادگان شوخان لاابالی خوب سمجھ سکتے ہیں

مقدمہ

اس تالیف میں ہر واقعہ کو بعنوان کمال شروع کیا ہے اور اُسکے ختم پر ف بڑھا کر وہ واقعہ کلیات کمال میں سے جس کلی کی جزئی معلوم ہوئی اُسکی تصریح کر دی کہ رہروان طریق کو استفادہ سیر میں جو مقصود اصلی تدوین سے ہے سہولت ہو اور ان عنوانات کے لحاظ سے اس مجموعہ کا نام کمالات امدادیہ رکھا گیا اور اسکے اخیر یعنی خاتمہ میں ایک شورش انگیز غزل ہوگی جسمیں اسی مقصود یعنی استفادہ و طلب کی ترغیب و تحریک بلیغ وجہ سے اللہ تعالی اسکو طالبین کا رہبر اور غافلین کا رہنما بنا دین اگر کسی وقت موقع اور ضرورت نظر آئی تو انشاء اللہ تعالی اس زلف پریشان کو مشاطۂ ترتیب کے حوالہ کر کے دوسرے پیرایہ میں جلوہ دیا جاویگا اسمیں یہ اصطلاح ٹھہرائی ہے کہ جہاں منقول عنہ کی تعیناً یا ابہاماً تصریح نہ ہو وہ خود راقم کا مشاہدہ ہوگا ۔

واللہ غالب علی امرہ و علیہ المعول فی ظاہر کل امر و سرہ ۔

مقصود

کمال ارشاد فرمایا کہ اپنے شیخ کی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ زندہ بزرگوں میں میری طلب اور وسعی سے اس سے زیادہ مجکو نفع پہونچانے والا نہیں مل سکتا **ف** اس ارشاد میں ایک مسئلہ مشہورہ کی شرح ہے کہ اپنے شیخ کو تمام بزرگوں سے افضل سمجھنا ضرور ہے اس مسئلہ کا لقب وحدۃ مطلب ہے اور اسکے لوازم میں سے ہی دوسرے کی طرف توجہ نکرنا اس مشہور عنوان پر چند شبہات واقع ہوتے ہیں اول یہ کہ تمام بزرگوں میں متقدمین اولیاء اللہ اور حضرات صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالی عنہم جنکا افضل الامۃ ہونا ثابت ہے داخل ہوئے جاتے ہیں پس ایسا سمجھنا کس طرح جائز ہوگا

دوسرے اگر متقدمین سے قطع نظر کیجاوے اور صرف معاصرین ہی کو لیا جاوے تب بھی مدار فضیلت کا قبول عند اللہ پر ہے اور یہ امر غیبی ہے کہ عند اللہ کون زیادہ مقبول ہے اسمیں رائے سے حکم کرنا جائز نہیں پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ فلاں بزرگ سب سے زیادہ مقبول ہیں پس ایسا اعتقاد غلط وصول الی اللہ کی شرط کسطرح ہو سکتا ہے پس حضرت صاحب نے اسکی کیسی اچھی شرح فرمائی ہے کہ بزرگوں کی عموم کو تو زندہ کی قید سے مخصوص کر دیا اور بجائے افضل کے انفع فرمایا اور بجائے نفی واقعی کے اپنی سعی کے منتہی ہونے کو ارشاد کیا جس سے سارے اشکالات دفع ہو گئے اس سے حضرت صاحب کا کمال عمق علمی اور مجدد فن ہونا معلوم ہوتا ہے اسی لیے بروایت معتبرہ مسموع ہوا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ تو حضرت صاحب کے اور کمالات دیکھکر معتقد ہوے اور میں کمال علمی کیوجہ سے معتقد ہوا ہوں سبحان اللہ

خویش را صافی کن از اوصاف خود	تا ببینی ذات پاک صاف خود
بینی اندر دل علوم انبیاء	بے کتاب و بے معین و اوستا

کمال جناب مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مرحوم جب قسطنطنیہ سے باکرام و احترام مکہ معظمہ واپس تشریف لائے تو ملاقات کے وقت حضرت صاحب سے ظل اللہ سلطان المعظم کے مدائح و مناقب بیان کر کے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو انکے حضور میں آپ کا بھی ذکر کروں حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کیا نتیجہ ہوگا غایت مافی الباب وہ معتقد ہو جاوینگے پھر آپ دیکھ لیجیے کہ آپکے جو معتقد ہوے کیا نتیجہ ملا وہی مجھکو ملیگا یعنے بیت السلطان سے قرب اور بیت اللہ سے بعد۔ البتہ آپ انکی تعریف کرتے ہیں کہ بڑے عادل ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ سلطان عادل کی دعا قبول ہوتی ہے سو اگر آپ سے ہو سکے آپ انسے میرے لیے دعا کرا دیجیے مگر ایک بادشاہ سے یہ کہنا کہ ایک درویش کے لیے دعا کرو یہ عرفاً آداب سلطنت کے خلاف ہے اسلیے میں آپکو اسکا ایک طریقہ بتلاؤں وہ یہ کہ آپ میرا انسے سلام کہدیں وہ جواب میں وعلیکم السلام ضرور ہی کہیں گے پس میرے لیے اسطرح دعا ہو جاویگی **ف** اس حکایت سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوتے ہیں اول استغنا غیر اللہ سے کہ جاہ عند الملوک طبعاً محبوب و مرغوب ہوتا ہے مگر حضرت صاحب کو اس سے انقباض ہوا۔ دوم بیت اللہ سے خاص انس و دلچسپی کہ اس کے

تلبس ظاہری کو بھی اتنے بڑے منصب جلیل پر ترجیح دی وللہ در من قال ؎

ومن دیدنی حب البیارِ کا ھلھا		وللناس فیما یعشقون مذاھب		

کمال عشق الٰہی

اور یہ کمال عشق الٰہی سے ناشی ہے سوم تواضع کہ باوجود اتنے بڑے شیخ الوقت و مرجع الفضلاء

کمال تواضع

والکملاء ہونے کے ایک بادشاہ کی طرف اپنی دینی احتیاج ظاہر فرمائی اور اپنے سے زائد اُن کو مقبول القول درگاہِ الٰہی میں سمجھا ورنہ مشائخ ایسے امور کو اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں اور اسمیں ایک

کمال مجاہدۂ نفس

ایہام کا رفع بھی ہے کہ اظہار استغناء سے رائحہ ترفع کا تھا اس کا کیسا خوبی سے تدارک کیا ہے استغنار کا تواضع کے ساتھ مجتمع ہونا کمال عظیم ہے اور اسمیں اپنے مرتبہ کے موافق مجاہدۂ

کمال تربیت مریدین

نفس بھی ہے اور سالکین کی تربیت بھی ہے کہ اسطرح اپنی اصلاح کا اہتمام چاہیے۔ چہارم رعایت ادب و اعتدال افعال و حفظ مراتب کہ امتثال امر نزلوا الناس منازلھم ہے کیونکہ حفظ شرع کے ساتھ

کمال حفظ مراتب و اعتدال افعال

حفظ عرف اخلاق جمیلہ سے ہے حدیث میں ہے خالق الناس بخلقہم البتہ تزاحم کے وقت عرف محض لاشئے ہے اور موسوم برسم جاہلیت ہے۔

کمال حاجی عبدالرحیم خادمِ خالص کا بیان ہے کہ ایکبار حضرت صاحب کے پاس کہیں سے سیاہ نری کا جوتا ہدیۃً آیا آپ نے انکو مرحمت فرمادیا انھوں نے عرض کیا کہ حضرت آپکا عطیہ ہم خدام کے لیے سرفرازی و برکت ہے مگر لوگ حضور کی خدمت میں اس غرض سے نذر پیش کرتے ہیں کہ حضور استعمال فرمائیں سو اگر چندے استعمال فرماکر مرحمت ہوجاوے تو ہم لوگ بھی سرفراز ہوجاویں اور اُن لوگوں کی بھی خوشی ہوجاوے آپنے ارشاد فرمایا کہ جا باولے تو نہیں جانتا انھوں نے دریافت کیا

کمال ادب و توقیر و حرمت نبوی

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی جب سے میں نے خانۂ کعبہ کا غلاف سیاہ دیکھا ہے سیاہ نری کا جوتا پہننے کی ہمت نہیں ہوتی کہ یہ رنگ اور میرا پاؤں اور اسی طرح جب سے روضۂ مطہرہ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا کے پردے سبز رنگ دیکھے ہیں کیمخت کا جوتا نہیں پہنتا **ف** اللہ اکبر ادب و عظمت الٰہی اور توقیر و حرمت نبوی کس درجہ آپکے قلب میں تھی حالانکہ فی نفسہ امر مباح ہے بعید غلاف کعبہ کی سیاہی سے ہے اسی طرح اسقدر روضہ آسمانی رنگ نہیں مگر صرف ادنیٰ تشابہ سے آپکو اس رنگ کا استعمال پاؤں میں فساد گوارا

	ادّبوا النفس ایھا الاصحاب		طرق العشق کلھا آداب	

زائرین مشائخ نے عشق و ادب کے جامع کم دیکھے ہونگے کیونکہ غلبۂ عشق میں ادب کی اکثر محافظت

نہیں ہوتی مگر حضرت صاحب میں دونوں وصف علے سبیل الکمال مجتمع تھے کما قیل ؎

بر کفے جامِ شریعت بر کفے سندانِ عشق	ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

کمال خود ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ سے جناب مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے پوچھا کہ حضرت میرا ایک جگہ نوکری کا تعلق ہی اگر ارشاد ہو تو چھوڑ دوں میں نے جواب دیا کہ مولوی صاحب معلوم ہوتا ہی کہ ابھی طبیعت میں تردد ہے اور یہ دلیل ہے خامی کی اور ایسی حالت میں تعلق کا ترک کرنا موجب تشویش قلب ہوتا ہی جسوقت پورا توکل پیدا ہوجاویگا خود بخود طبیعت تعلقات سے ایسی نفور ہوگی کہ کسی کے منع کیے بھی آپ نمانیں گے **ف** بعض مشائخ کی عادت ہی کہ ترکِ تعلقات کا دفعتًہ امر فرماتے ہیں چونکہ طبیعت ابتدا سے تعلقات کی خوگر ہوتی ہی اور ابھی قلب میں کوئی کیفیت خاص راسخ پیدا ہوئی نہیں انجام اُس ترک کا اکثر فساد دین ہو جاتا ہے حضرت صاحب نے کیا خوب تعلیم فرمائی کیونکہ جب قلب میں قوت پیدا ہوجاویگی اُسوقت اگر قدرے تنگی اور مشقت بھی پیش آویگی قلب اُسکا متحمل ہوگا اور کوئی ضرر نہ ہوگا حقیقت میں طبیب ہونا بڑا مشکل ہے۔

کمال کوئی مرید حضرت صاحب سے عرض کرتا کہ دُنیا چھوڑ دوں آرشاد فرماتے کہ اگر دنیا حلال ہے خود مت چھوڑو اللہ کا نام لیے جاؤ جب اِسکا غلبہ ہوگا خود ہی چُھڑا دیگا **ف** اس سے حضرت صاحب کی حسن تربیت طالبین ثابت ہوتی ہے کہ قلب کو تشویش سے بچاتے تھے کیونکہ تشویش میں آدمی سے اللہ کا نام بھی نہیں لیا جاتا پس ظاہر مین تو ترکِ دنیا سے منع فرماتے تھے مگر واقع میں ترکِ دین سے بچاتے تھے سبحان اللہ کیسے دقیق النظر تھے۔

کمال مسموع ہوا کہ ایک بہت بڑے عالمِ جامع شریعت وطریقت نے حضرت صاحب سے مشورہ لیا کہ میرا ارادہ ہے ترک حیوانات کے ساتھ چلہ کروں حضرت صاحب نے فرمایا مولانا تو یہ بھی یہ وسوسہ شیطانی ہے ترک حیوانات کو قرب الٰہی میں کیا دخل چونکہ مخاطب خود بھی عارف تھے معًا متنبہ ہوگئے اور توبہ کی **ف** اس سے حضرت صاحبؒ کا عمق علم معلوم ہوتا ہے کہ سنت وبدعت میں کیسا امتیاز فرمالیا اور جو امر عرف مشائخ میں مستحسن ومقصود ہو رہا ہے اُسکی فسادِ خفی کو سمجھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبؒ کا قلب ایسا سلیم بنایا تھا کہ حق وباطل کا ادراک بداہتہً ہوجاتا تھا

بقول محققین یہ شان صدیقین کی ہوتی ہے واللہ اعلم۔

کمال مسموع ہوا کہ حضرت حافظ محمد ضامن صاحب قدس اللہ سرہ نے جو آپ کے پیربھائی بھی ہیں اور بڑے عجیب و غریب کمالات کے جامع تھے آپ سے فرمایا کہ خدا جانے کیا بات ہے کئی روز سے میرا دل مرنے کو چاہتا ہے اور اسقدر شدت سے چاہتا ہے کہ اگر سکون نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ خودکشی نکرلوں چونکہ حدیث میں تمنائے موت کی ممانعت ہے اور جو کیفیت باطنی مخالف سنت کے ہو وہ مذموم و مردود ہے اسلیے مجکو تردد ہے کہ یہ حالت بری نہو آپنے فرمایا حضرت مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپکو مقام ولایت عطا فرمایا ہے کیونکہ موت کی ایسی تمنا علاماتِ ولایت سے ہے چنانچہ فرمایا ہے ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین **ف** حضرت صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مطلق تمناءِ موت سے ممانعت نہیں آئی بلکہ اُسمیں اس قید کی تصریح ہے لِضُرٍّ نزل بہ یعنی کسی دنیوی تکلیف کے سبب تمنا ممنوع ہے کہ علامت ہے ضجر عن القضاء الالٰہی کی اور جو تمنا بشوق لقاء حق ہو اسکا محمود بلکہ علامت ولایت ہونا خود قرآن مجید میں منصوص ہے اس سے بھی حضرت صاحب کا کمال علمی و شرح صدر بدرجۂ غایت ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ حضرت صاحب کی تحصیلِ ظاہری کافیہ تک تھی کچھ حصہ مشکوٰۃ کا پڑھا تھا علم لدنی یہی ہے۔

کمال حاجی عبد الرحیم مذکور خادم خاص کا بیان ہے کہ میں نے مدت تک حضرت صاحب کی خدمت کی رات کو بھی دن کو بھی مگر کبھی پاوں پھیلا کر سوتے نہیں دیکھا بلکہ پاؤں سمٹے رہتے تھے بہت روز تک تو اسطرف التفات بھی نہیں ہوا جب عرصہ دراز تک شاذ و نادر بھی پاؤں پھیلے ہوئے نہ دیکھے تب خیال ہوا کہ غالباً یہ امر قصداً ہے آخر حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضرت آپ پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے بھلا اسطرح سونے میں کیا نیند آتی ہوگی اور کیا آرام ملتا ہوگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جابا و سے تو آرام کو لیے پھرتا ہے تو نہیں جانتا کہ اپنے محبوب کے سامنے پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے **ف**۔ اللہ اکبر کمالات حقیقیہ یہ ہوتی ہیں اول ادب کس درجہ کا ہے جسکا منشا عظمت الٰہی کا رگ و ریشہ میں سما کر طبیعت بن جاتا ہے پھر یہ کمال ایسا دقیق ہے کہ شاید تمام عمر بھی کسیکو اسکی اطلاع نہو اسی لیے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کاملین کا حال پہچاننا بہت مشکل ہے کیونکہ اُسمیں اسقدر لطافت ہوتی ہے کہ وہاں تک کسی کا ذہن بھی نہیں جاتا۔

کمال ۹ ایک بار حضرت صاحب یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ بلاء بھی نعمت ہے اور حاضرین پر ایک خاص اثر تھا اُس اثناء میں ایک شخص حاضر خدمت ہوا جسکا ایک ہاتھ گل رہا تھا اور سخت تکلیف تھی رومال گلے میں بندھا تھا اُسمیں وہ ہاتھ ڈال رکھا تھا عرض کیا کہ حضرت سخت مصیبت میں گرفتار ہوں ایک سال ہوا کہ ایک شخص نے لڑائی میں دانت سے کاٹ لیا تھا اُسکا زہر پھیل گیا للہ دعا کیجیے کہ اس سے نجات ہو اُسوقت احقر کو وسوسہ ہوا کہ اسوقت حضرت صاحب کیا کریں گے اگر دعا کی تو اس بیان کے موافق اُس دعا کے معنی یہ ہونگے کہ اس نعمت کو زائل کر دیجیے کیونکہ بلا بھی نعمت ہوتی ہے اور اگر دعا نکی تو ایک امیدوار کا ناامید کرنا ہے اور پھر یہ کہ شیخ جامع کو درجۂ طالب تنزول کرنا چاہیے نہ کہ اُسکو اپنے درجہ پر آنے کا مکلف کرے غرض میں سخت حیرت میں تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا بھائیو اسکے لیے دعا کرو اور ہاتھ اُٹھا کر پکار کر دعا کی مضمون دعا یہ تھا کہ یا الٰہی ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ بلا بھی نعمت ہے مگر ہم اپنے ضعف سے اس نعمت کا تحمل نہیں کر سکتے اسلیے التجا ہے کہ آپ اس نعمت کو مبدل بہ نعمت صحت فرما دیجیے میں اس مضمون کو سُنکر دنگ رہگیا کہ ان حضرات کو کون تبلا دے خود قلب میں سراسر لج علوم و معارف جوش زن ہوتے ہیں **ف** اس قصہ سے حضرت صاحب کا کمال عرفان اور جامعیت اور حل مشکلات و فتح مغلقات و کمال اتباع سُنت و انکشاف حقائق کہ دعا کو اختیار فرمایا اور اُسکا رضا با لقضا اور بلا کو نعمت سمجھنے کی منافی نہونا بھی تبلا دیا ثابت ہوتا ہے حقیقت میں علما کے الفاظ بہت دیکھے مگر عالم معانی حضرت صاحب کو پایا۔ انکشاف حقائق ۱۲

کمال ۱۰ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو ایک لسان عطا فرماتے ہیں چنانچہ حضرت شمس تبریزؒ کے واسطے مولانا رومی کو لسان بنایا تھا اور مجکو مولانا محمد قاسم صاحب لسان عطا ہوے ہیں اور جو میرے قلب میں آتا ہے مولوی صاحب اُسکو بیان کر دیتے ہیں میں بعض اصطلاحات نہ جاننے سے اُسکو بیان نہیں کر سکتا **ف** جس شخص نے مولانا مرحوم کی تقریر سُنی ہو گی یا تحریر دیکھی ہو گی وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس معدن سے یہ علوم و اسرار آرہے ہیں اُسکی وسعت کس درجہ ہو گی چنانچہ کمال اول میں اُسکے متعلق خود مولانا مرحوم کا قول مذکور ہو چکا ہے۔ وسعت علم ۱۲

کمال ۱۱ حضرت صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ میرے پاس دو طالب علم آئے ایک کا دعویٰ تھا کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب دوسرا اعتراض کرتا تھا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

ارشاد فرماتے ہیں (اجہز جیشی وانا فی الصلوٰۃ یعنی میں نماز میں لشکر کے تیاری کی فکر کیا کرتا ہوں یہ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز ناقص تھی باوجودیکہ اُسمیں حضور قلب نہوتا تھا کیونکہ تجہیز جیش ظاہر ہے کہ منافی حضور قلب ہی پس حضور قلب ضروریات کمال صلوۃ سے نہیں ہے وہ دوسرا اسکا شافی جواب ندے سکتا تھا آخر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں محاکمہ کے لیے حاضر ہوے آپنے معاً ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش خود منافی حضور قلب نہیں بلکہ عین حضور قلب ہے کیونکہ جسکو بادشاہ کی جانب سے کوئی خدمت ومنصب مفوض ہو وہ جسوقت دربار میں حاضر ہوگا اُسکا کمال قرب یہی ہے کہ اپنی خدمات مفوضہ کو پیش کر کے اُسکے متعلق احکام شاہی حاصل کرے اسیطرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خدمت خلافت منجانب اللہ سپرد تھی اور نماز کا وقت حاضری دربار کا وقت ہے اُسوقت یہی حضور وقرب ہے کہ اس باب میں حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے استخارہ و استشارہ کریں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز کو کہ بالہام حق تھی اپنے وساوس وخطرات پر قیاس کرنا محض غلط ہے کہ یہ بُعد ہے اور وہ عین قُرب۔ دونوں متخاصمین کو پوری شفا ہوگئی **ف** سبحان اللہ کیا سلیس اور واضح طریق سے تعارض رفع فرمایا ہے۔ حقیقت میں علم رسمی محض لفظ پرستی ہے معانی رسی اور حقائق شناسی انہیں حضرات کا حصہ ہے۔

کمال ۱۱ ۔ بروایت ثقہ مسموع ہوا کہ کسی شخص نے حضرت صاحب کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر کسی امیر سے کچھ رقم وصول کر لی کسی نے حضرت صاحب کو اطلاع دیکر مشورۃً عرض کیا کہ ایسے شخص کو تنبیہ ہونا چاہیے حضرت صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھائی مجھ سے دین کا تو کسی کو نفع نہیں ہوا اگر میرے ذریعہ سے یہ مردار دُنیا ہی کسیکو حاصل ہو جاوے تو مجکو حق تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اسمیں بھی بخل اور اس سے بھی دریغ کروں **ف** اللہ اکبر اس سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوتے ہیں اوّل غایت تواضع کہ باوجود اس فیض باطنی عام وتام کے یہ گمان ہے کہ مجھ سے کسی کو نفع نہیں پہونچا۔ دوسرے دنیا کو نہایت درجہ حقیر سمجھنا کہ اس کارروائی کا کچھ انسداد نہیں فرمایا جیسے کوئی شخص کسی کے نام سے ایک سنگریزہ کسی سے مانگ لاوے تو ہرگز بھی اسکو سنکر اسکے انسداد کی طرف التفات نہیں ہوتا۔ تیسرے حُب نفع رسانی کہ اُس شخص کے نفع روکنے کو گوارا نہیں فرمایا

حقیقت میں خیر الناس من ینفع الناس یعنی انسانوں میں سب سے اچھا وہ ہی جو سب سے زیادہ نفع رساں ہے۔ چوتھے غایت حلم اور درگذر کہ باوجود اسکے کہ ایسے امور سے بدنامی ہوجاتی ہے اور اسوجہ سے ایسے موقع پر ضرور غصہ آجاتا ہے مگر آپ نے مطلقاً تشدد نہیں فرمایا۔

کمال حافظ عبد الرحیم صاحب تھانوی ثم الدیوبندی شاگرد مرید خاص سے مسموع ہوا کہ مکہ معظمہ میں ابتداءً حضرت صاحب پر اکثر فاقوں کی نوبت آتی ایک بار کئی وقت کا فاقہ تھا آپ حرم میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک سیٹھ حاضر ہوا اور اُسنے بشرہ سے آپکا حال دریافت کرکے آپ سے عرض کیا کہ مجکو اپنی لُنگی جو آپ کے سامنے رکھی ہے عنایت فرمادیجیے آپنے بلا تامل اٹھاکر حوالہ کی وہ وہاں سے غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر میں واپس آکر لنگی لپٹی ہوئی آپ کے روبرو رکھکر چلا گیا آپ اپنے اوراد میں مشغول رہے اُسکی طرف کچھ التفات نہیں فرمایا جب اُٹھنے لگے تو لنگی اُٹھائی تو کچھ وزنی معلوم ہوئی کھولکر دیکھا تو اُسمیں دو سَو ریال بندھے تھے (ایک ریال تقریباً چار ر کا ہوتا ہے) آپنے اُسکو یہ سمجھکر کہ یہ امانت کے طور پر میرے پاس رکھ گیا ہے بحفاظت تمام اُسکو بعینہ رکھدیا دوسرے وقت جو وہ شخص ملا آپنے ارشاد فرمایا کہ میاں امانت اسطرح رکھا کرتے ہیں کہ مجکو اطلاع بھی نہیں کی اگر میرے ذہول کی حالت میں کوئی اُٹھا لیجاتا تو مجکو کیسی شرمندگی ہوتی اُسوقت اُسنے عرض کیا کہ حضرت یہ تو آپکے نذر ہے آپ صرف فرمائیے۔ آپ نے فی الفور سب صرف کرڈالے

ف اس سے حضرت صاحب کا کمال استقلال وثبات واستغنا وسیرچشمی وسخاوت ظاہر ہوتی ہے کہ اوّلاً ایسی تہیدستی کی حالت میں جو اُس شخص نے ایکا کپڑا مانگا تو آپکو اصلاً تامل نہیں ہوا فوراً حوالہ کیا ینفقون فی السراء والضراء کے یہی معنے ہیں ثانیاً جب اُسنے وہ کپڑا واپس لاکر رکھا آپ کو وسوسہ وخطرہ نہیں ہوا کہ شاید یہ کچھ دے گیا ہو ورنہ اتنے قرائن کے جمع ہوتے ہوے اور ایسی حاجت شدیدہ میں بڑے بڑے مستقل مزاجوں کو احتمال کا مرتبہ ضرور پیدا ہو جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ طمع کی جڑ ہی کٹ چکی تھی ثالثاً جب ریال دیکھ لیے تب بھی اُسپر نظر نہیں گئی کہ شاید یہ ہمکو دے گیا ہو ورنہ قرائن مقامیہ سے یہ امر قطعی تھا کیونکہ امانت رکھانے کا اصلاً کوئی قرینہ نہ تھا مگر آپ کی نظر عالی تھی امانت ہی کا احتمال بلکہ یقین ہوا ایک آدھ وقت کا فاقہ اسمیں بھی گذر ا ہوگا۔ رابعاً جب معلوم ہوا کہ ہماری ملک ہے تو اُسکو ذخیرہ نہیں کیا اتنی بڑی رقم کہ چار سَو روپیہ سے زائد ہوتی ہے ایسی تنگی کے وقت میں غنیمت

ثبات و استقلال

سمجھی جاتی ہے لیکن جس قلب میں محبتِ الٰہی رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہو اُسمیں حب مال کی گنجائش کہاں۔

کمال۔ بروایت مولوی منور علی صاحب مسموع ہوا کہ ایک شخص مخلصین میں سے انتقال کرنے لگے اُنکے پاس کچھ مال تھا جسمیں اُنکو حق وصیت حاصل تھا اُنھوں نے حضرت صاحب کے معتمد خاص مولوی منور علی صاحب مرحوم دربھنگوی کو اپنا وصی بنایا کہ میرا مال مستحقین کو تقسیم کردیں اُنھوں نے ایک فہرست مستحقین کی مرتب کی جسمیں متوکلین کے نام لکھے اور مشورہ کی غرض سے حضرت صاحب کی خدمت میں اُسکو پیش کیا آپ نے بعض آدمیوں کے نام لیے جو اہل حاجت تھے مگر متوکل نہ تھے اور اِدھر اُدھر سے پھر پھرا کے اپنا کام نکال لیتے تھے اور دریافت فرمایا کہ ان لوگوں کے نام آپنے کیوں نہیں لکھے اُنھوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ لوگ تو دنیاداروں سے مل ملا کر اپنا کام چلا لیتے ہیں میں نے ایسے لوگوں کے نام لکھے ہیں جو کسی سے تعلق نہیں رکھتے آپنے تبسم فرمایا اور بعنوان لطیفہ ارشاد فرمایا کہ واہ صاحب خوب سمجھے۔ میاں چیز دیا کرتے ہیں ایسے شخص کو جو اُسکی قدر کرے اور اُسکو ضرورت ہو یہ متوکلین جنکی آنکھ میں اِسکی کچھ قدر نہیں اور نیز اللہ تعالیٰ اُنکے کفیل ہیں اُنکو تو تم دیتے ہو اور جن بیچاروں کے لیے کفالت خاصہ بھی نہیں اور وہ اُسکے قدرداں بھی ہیں اُنکو محروم کرتے ہو اس حیثیتِ خاص سے وہ لوگ زیادہ مستحق ہیں

ف اس سے حضرت کا قوت یقین ثابت ہوتا ہے کہ متوکلین کے باب میں اصلا خدشہ نہیں ہوا کہ خدا جانے پھر کب ملے گا اور رحمتِ عامہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حریصان دنیا کی بھی رعایت فرمائی اور اسمیں نکتہ خفیہ یہ ہے کہ اُنکو سوال عن الناس سے عفیف اور محفوظ کرنا چاہا اور ظاہر ہے کہ کسی کو معصیت سے بچانا کسقدر فضلِ عظیم ہے جیسا حدیث میں قصہ آیا ہے کہ ایک شخص نے نادانستگی میں سارق و زانیہ اور غنی بخیل پر تصدق کردیا اور بعد تحقیق متاسف ہوا اُسکو بشارت ہوئی کہ یہ ضائع نہیں ہوا شاید سارق و زانیہ اس مال کی وجہ سے اپنے معاصی سے بچ جاویں اور بخیل عبرت حاصل کرکے بخل چھوڑ دے۔

کمال حضرت صاحب کے پاس بکثرت سائل آتے اور کوئی محروم نہ جاتا آپ سبکو علی قدر مراتب عطا فرماتے ایک بار احقر حاضر تھا کہ ایک سائل آیا آپ نے کچھ دیکر رخصت کیا چونکہ اُسوقت شاید کوئی مضمون دلچسپ بیان ہورہا تھا بعض خدام نے تنگدلی کے لہجہ میں عرض کیا کہ اسقدر کثرت سے

یہ لوگ آتے ہیں اور موقع محل کچھ نہیں دیکھتے حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بھائی سائلوں سے تنگ نہونا چاہیے تمکو خبر بھی ہے کہ یہ لوگ حمال ہیں تمھارے ذخیرہ اور مال کے آخرت کی طرف اگر یہ لوگ صدقات کو قبول نکریں تو بڑا حصہ خیرات کا آخرت میں پہونچنا محال ہو تو واقع میں یہ لوگ ہمارے محسن ہیں کہ ہمارا بوجھ اُٹھا اُٹھا کر وہاں پہونچا رہے ہیں **ف** اس سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوتے ہیں اول تحمل و برداشت ہجوم و ایذار سائلین کا۔ دوم انکشاف حقیقت تصدق کی اور اس انکشاف کا ایسا غالب ہونا کہ علم سے متجاوز ہوکر حال بنگیا۔ سوم اپنا احسان اُنپر نہ سمجھنا بلکہ اُنکا ممنون ہوناکہ سخاوت کا اعلےٰ درجہ ہے۔

کمال۔ بروایت معتبرہ معلوم ہوا کہ بی امت اللہ رامپوری مرحومہ جو بوجہ معذور و نابینا ہوجانے حضرت پیرانی بی خیر النسا دامت برکاتہا کے حضرت صاحب کی خدمت میں رہ کر کھانے وغیرہ کا انتظام کرنے لگیں تھیں چونکہ حضرت صاحب کو ضعف جسمانی بہت ہوگیا تھا اس لیے نشست و برخاست میں بھی تکلف ہونے لگا تھا کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت صاحب اُٹھنا چاہتے اور اُٹھا نہ جاتا تو بی امت اللہ مذکور الصدر بازو پکڑکر سہارا لگانا چاہتیں تو حضرت نہایت نفرت و کراہت سے فرماتے کہ خبردار نامحرم کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ آخر اُنھوں نے ایکبار عرض کیا کہ حضرت حاجت تو اس خدمت کی آپکو یقینی اور ہاتھ لگانے سے آپ منع فرماتی ہیں پھر نکاح ہی کرلیجیے تاکہ کوئی امر مانع نہ رہے آپ نے قبول فرمالیا اور نکاح ہوگیا۔ **ف** اس سے حضرت صاحب کی غایت عفت و نہایت اتباع شریعت ثابت ہے باوجودیکہ حضرت صاحب غایت پیرانہ سالی سے غیر اولی الاربة من الرجال میں یقیناً داخل تھے اور ایسی خدمت سے کوئی مانع شرعی نہ تھا مگر پھر بھی آپ نے عزیمت پر عمل فرمایا ان بی بی نے بعد وفات حضرت صاحب کے انتقال کیا۔ اللھم اغفر لھا اللھم ارحمھا۔

کمال بارہا دیکھنے میں آیا کہ باہر دیوان میں تشریف لائے اور طبیعت نہایت مضمحل ہے حتے کہ بولنے میں بھی تکلف ہوتا ہے سیدھا بیٹھا بھی نہیں جاتا اسی اثنا میں کوئی خادم کوئی کتاب تصوف کی بالخصوص مثنوی معنوی لیکر حاضر ہوا اور اجازت لیکر پڑھنا شروع کیا بس ایک دو شعر پڑھنا تھا کہ تمام بدن میں تازگی اور قوت آگئی اور تکیہ چھوڑکر سیدھے ہو بیٹھے اور اسرار حقائق کا

باآواز بلند اسطرح بیان فرمانا شروع کیا کہ گویا مطلقاً ضعف و تعب نہیں ہے اور ادھر بیان ختم ہوا کہ پھر ضعف محسوس ہوا اور لیٹ کر بدن دبوانا شروع کیا کبھی پانی یا شربت تسکین کے لیے نوش فرمایا **ف** منشا اسکا غلبہ محبت الٰہی تھا کہ محرک سے اُسکو حرکت ہوتی اور ضعف کو مبدل بہ قوت روحانیہ کردیتا یہ حالت گویا اس شعر کی مصداق ہے **؎**

ہر چند پیر و خستہ و بس ناتوان شدم	ہر گہ نظر بروے تو کردم جوان شدم

کمال ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص آیا اور آکر رونے لگا حضرت صاحب نے حال دریافت کیا کہنے لگا کہ حضرت میری بیوی مرتی ہے حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اچھا ہے جیلخانہ سے چھوٹتی ہے اب تم بھی چھوٹ جاؤ گے ہم لوگوں کو اس لطیفہ پر دل میں ہنسی آئی کہ آیا تھا اُسکی زندگی کی فکر میں خود اپنی موت کی بشارت لے چلا پھر حاضرین سے خطاب فرمانے لگے کہ دیکھو عجب بات ہے ایک مسلمان قید خانہ سے چھوٹتا ہے اسکو ناگوار ہے کہ کیوں چھوٹتا ہے بعد اسکے وہ کہنے لگا کہ حضرت وہ مجکو روٹی پکا کر دیتی تھی آپ نے فرمایا کیا وہ تمھارے ساتھ روٹی پکاتی ہوئی پیدا ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگا کہ حضرت فلاں شخص نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمکو مدینہ طیبہ لے چلونگا وہ اب کچھ بے پروائی کرتا ہے آپ کی جبین مبارک پر بل پڑ گیا۔ اور نفرت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ بس ایسی شرک کی باتیں مت کرو **ف** اس حکایت سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوے۔ ایکؔ دنیا کی حقیقت کا حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المؤمن پورا انکشاف دوسرے موت کو مایۂ مسرت سمجھنا کہ علامات ولایت سے ہے تیسرے کمال توکل کہ اُس شخص کی نظر سے بیوی کی خدمت کا سبب راحت ہونا کس سہل عنوان سے نکالا چوتھے کمال توحید کہ اس وعدہ کرنیوالے پر بالاستقلال نظر کرنے سے کیسی نفرت دلائی اور آپکے قلب پر اسکا کسقدر بار ہوا کہ اُسکو شرک سے تعبیر فرمایا۔

کمال بعض دفعہ آنے جانیوالوں کے ہجوم سے بالخصوص ایام حج میں حضرت صاحب کو بہت زحمت ہوتی لیکن کبھی صراحۃً تو کیا اشارۃً و دلالۃً بھی انقباض ظاہر نہیں فرمایا ایک مرتبہ بالکل قیلولہ کا وقت آگیا اور حاضرین مجلس سے نہ اُٹھے ایک خادم کو ناگوار ہوا اور اشارہ سے حاضرین کو اُٹھانا چاہا آپ نے فراست سے دریافت فرمالیا کہ ایسا ارادہ ہے آپ نے فرمایا خبردار کسیکو کچھ مت کہو

انھوں سے عرض کیا کہ حضرت پھر آپکو تکلیف جو ہوتی ہے ارشاد فرمایا کہ مجکو کچھ تکلیف نہیں اور اگر کچھ تکلیف بھی ہو تو کیا ہوا طالبانِ حق کے لیے اُسکو برداشت کرنا چاہیے اور میرے پاس رکھا کیا ہے کوئی دنیا کی دولت تو ہے نہیں محض حسن ظن سے میرے پاس آتے ہیں سو میں خواہ اچھا نہ ہوں مگر ان لوگوں کے اچھے ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا کی طلب میں قدم اٹھا کر مجھ تک آتے ہیں اسلیے میں تو انکے قدموں کی زیارت کو موجبِ نجات سمجھتا ہوں **ف** اس سے حضرت صاحب کا حسن خلق و تحمل جفاء خلق اور کمال تواضع ظاہر و باہر ہے اور آیۃ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم پر پورا عمل ہے۔

کمال حضرت صاحب میں نرم خوئی اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ جس امر کے دونوں شق مباح ہوں اور حضرت صاحب کی رائے ایک شق کی طرف استحکام کے ساتھ قائم ہو جاوے اور کوئی شخص مشورۃً عرض کرے کہ حضرت یوں مناسب نہیں فی الفور ارشاد فرماتے کہ اچھا جیسی مرضی ہو بلکہ بعض اوقات دوسرے وقت اپنی رائے کی مصلحتیں بھی بیان فرماتے اور کوئی عرض کرتا کہ پھر حضرت اسی طرح کر لیا جاوے تو فرماتے نہیں ہمارے دوستوں کی مرضی نہیں ہی جانے دو **ف** حدیثوں میں رفق کی بڑی فضیلت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ صفت حضرت صاحب میں ایسی عطا فرمائی تھی کہ فطری معلوم ہوتی تھی۔

کمال حضرت صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ میں تین شخصوں سے خدمت لینا پسند نہیں کرتا عالِم اور سید اور بوڑھا **ف** علماء اور آلِ رسول کا معظم ہونا ظاہر ہے اور بوڑھوں کی نسبت حدیث میں ہے من لم یوقر کبیرنا اور ان اللہ یستحیی من ذی الشیبۃ المسلم پس ان لوگوں کی توقیر عین مطلوب شریعت ہے

کمال حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ایک بار میرے پاس ایک قادری ایک چشتی محاکمہ کے لیے آئے قادری تو یہ کہتا تھا کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی کا حضرت شیخ خواجہ معین الدین چشتی سے بڑا درجہ ہے اور دلیل میں بیان کرتا تھا کہ جب حضرت پیران پیرؒ نے ارشاد فرمایا قدمی علی رقاب کل اولیاء اللہ تو حضرت خواجہ صاحب نے کشف سے مطلع ہو کر سر جھکا دیا اور فرمایا بل علی راسی و عینی اور چشتی کہتا تھا کہ خواجہ صاحب کا بڑا رتبہ ہے غرض یوں ہی تو تو میں میں کر رہے تھے اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک کے کلام سے حضرت غوث کی تنقیص نکلتی تھی دوسرے کی گفتگو سے حضرت خواجہ صاحب کی

حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کو زیبا نہیں بزرگوں میں ایک کو دوسرے پر رائے سے ترجیح دینا ایک کو بڑھانا دوسرے کو گھٹانا اسمیں اولیاء اللہ کی بے ادبی اور گستاخی ہو جاتی ہے جو بہت بری بات ہے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون بڑا اور کون چھوٹا ہے ہمکو چاہیے سب سے عقیدت رکھنا البتہ یہ طبعی بات ہے کہ باپ کے ساتھ بہ نسبت چچا کے محبت زیادہ ہوتی ہے لیکن چچا کی اگر تنقیص کریں تو خود باپ کو بھی ناگوار ہوتا ہے پس چشتیوں کے خواجہ صاحب تو باپ ہیں اور حضرت غوث چچا اور قادریوں کے حضرت غوث صاحب باپ ہیں اور خواجہ صاحب چچا سو زیادتی محبت میں تو ہر شخص معذور ہے مگر تفضیل میں نزاع فضول و سوء ادب ہی رہا استدلال ارشاد قدمی الخ سے سو یہ تو دلیل تفضیل نہیں ہے اگر یہ قصہ تسلیم کر لیا جاوے تو ممکن ہے کہ اُسوقت حضرت غوث صاحب مقام عروج میں ہوں اور حضرت خواجہ صاحب مقام نزول میں اور متفق علیہ ہے کہ نزول افضل ہے عروج سے سو اس سے تو عکس کا بھی احتمال ہے اور یہ صرف مستدل کا جواب ہے ورنہ ہم یہ بھی نہیں کہتے اس فیصلہ کو سُنکر دونوں راضی اور ساکت ہو گئے **ف** لا تقف ما لیس لک بہ علم پر پورا عمل یہی ہے کہ غیر یقینیات میں جزم نکیا جاوے اِس سے حضرت صاحب کی پوری احتیاط و تورع اور بزرگوں کی شان میں ادب ظاہر ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی کہ زیادۃ فی المحبۃ مستلزم زیادۃ فی التفضیل نہ کو نہیں کیسی سہولت سے فرما دی جس سے بہت سے اشکالات خصوصاً بعض اکابر کو تفضیلی **سمجھنے** کا کس خوبی سے رفع ہو گئے اور اس سے ظاہر ہو گیا کہ اکثر اہل سلاسل کے مباحثات اِس باب میں منجر بسوء ادب و حرکتِ لایعنی ہے اسی نکتہ کی وجہ سے حضرت صاحب ہر شخص کو سب سلاسل میں داخلِ بیعت کر لیتے تھے تا کہ کسی سلسلہ کی تنقیص کا موقع نہ رہے۔

کمال ایک شخص نے ایک بہت بڑے عالم باعمل کی نسبت جو وفات فرما چکے تھے آکر خواب عرض کیا کہ میں نے انکو بالکل برہنہ دیکھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار ہمیشہ یاد رکھو ایسا خواب مجمع میں بیان نہین کیا کرتے خدا جانے حاضرین کا ذہن کہاں کہاں گیا ہوگا یہ خواب بہت اچھا ہے اور معنے برہنگی کے یہ ہین کہ وہ مرحوم دنیا سے محض بے تعلق تھے اسیطرح ایک خادم نے احقر سے بیان کیا کہ کسی نے حضرت صاحب سے یہ خواب بیان کیا کہ گویا وہ شخص مسجد میں قضائے حاجت کر رہا ہے آپ نے فی الفور فرمایا کہ غالباً تم کوئی وظیفہ حصولِ دنیا کے لیے مسجد مین پڑھتے ہو

خیانچہ ایسا ہی تھا **ف** اول قصہ سے حضرت صاحب کا کمال ادب و احتیاط ثابت ہی کہ آپ نے اسکا اہتمام فرمایا کہ کسی کو کسیکے ساتھ گمان بد کے وسوسہ کی نوبت بھی نہ آوے اور دونون خوابون سے آپ کی حقائق شناسی اور فراستِ صحیحہ کہ تعبیر خواب اُسکا ایک شعبہ ہے ظاہر ہے کہ معانی خاصہ کے حقائق پر اطلاع ہونے سے فوراً ذہن آپکا اُنکی صُور مناسبہ کی طرف منتقل ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کو حصولِ دنیا کا ذریعہ بنانا خلافِ ادب ہی البتہ دعا مسنون ہے۔

ادب و احتیاط و حقائق شناسی ۱۲

کمال حضرت صاحب نے احقر کو ایک تعویذ تبلایا اُسمیں جملہ اجب یا جبرائیل تھا حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بھائی مین نے اسکو بدل دیا ہی اور جبرائیل سے پہلے لفظ رب بڑھا دیا ہے تاکہ مشابہت شرک کی نرہے اھ **ف** حقیقت مین عمق علم اور اعتدال نظر اسکو کہتے ہیں کہ نہ اسقدر تشدد کہ بالکل اسکو سرے ہی سے اُڑا دیا جاوے اور نہ اسقدر توسع کہ اسکو بہیئت کذائیہ موہمہ شرک باقی رکھا جاوے کیسی مناسب اصلاح فرمادی بعینہ ایسا ہی واقعہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک یہودی نے بعض سلمانوں پر اعتراض کیا کہ تقولون والکعبۃ یعنے تم قسم میں والکعبۃ کہتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ورب الکعبۃ کہا کرو رواہ النسائی اور علاوہ اعتدال نظر اور عمق علم کے اس سے حضرت صاحب کا کمال اتباع سُنت بھی ثابت ہے اور اگر امعان نظر سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ اعتدالِ نظر و سلامتِ فطرت انسان کو اتباع سنت پر مضطر کرتی ہے

عمق علم و اعتدال نظر ۱۲

طبع سلیم و اتباع سنت ۱۲

کمال بروایتِ ثقہ مسموع ہوا کہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ طلب جاہ عند الخلق تو سب کے نزدیک مذموم ہے مگر محققین کے نزدیک طلب جاہ عند الخالق بھی پسندیدہ نہیں کیونکہ اسمین بھی ایک گونہ نسبت ہی رفعت کی اپنی طرف کہ اپنی ایسی شان سمجھتا ہے کہ وجیہ عند اللہ ہوسکے عبدیت کے یہ بھی خلاف ہے عبدیت تذلل و پستی ہے اھ **ف** اللہ اکبر آپنے کسقدر گہری بات فرمائی کہ زاہدانِ خشک کے ذہن کو وہان تک رسائی بھی نہیں ہوسکتی اور اس سے کوئی شبہہ نکرے کہ بندگانِ خاص کے باب میں وجیہ عند اللہ وارد ہوا ہے اصل یہ ہے کہ حصولِ جاہ اور چیز ہے اور طلب جاہ اور چیز ہے مقصود حضرت صاحب کا یہ ہے کہ اپنے کو مستحق رفعت کا نہ سمجھے کہ سالک کے حق مین رہزنِ عظیم ہے تواضع و شکستگی کے مقام مین رہے اسکی برکت سے حسبِ وعدہ من تواضع للہ رفعہ اللہ خود ہی رفعت و وجاہت حاصل ہوجاویگی اگر اب بھی

معرفت و تقوی ۱۲

کسی کی سمجھ میں نہ آیا ہو تو اُسکو اس شعر سے تسلی کر لینا چاہیے ؎

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام	پس سخن کوتاہ باید والسلام

کمال ۲۶ حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مزار کے متعلق کچھ اوقاف ہین جنکی آمدنی کثیر ہے اُسکے متولی کا انتقال ہو گیا تھا اور بعض مشائخ نے اُسکو حضرت صاحب کے لیے اس لیے تجویز کیا کہ خود متولی بھی اپنے مصارف اُس سے بطریقِ مباح لے سکتا ہے اور حضرت صاحب کے پاس کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے تو اُس سے اطمینان کی صورت ہو جاویگی اور حضرت صاحب مین ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ حضرت صاحب اُنکی اولاد مین ہیں اور حضرت صاحب کو وہان رہنے کی ضرورت بھی نہ تھی کوئی نائب کام کرتا اور احکام یہان سے پہونچتے رہتے غرض یہ تجویز کر کے حضرت صاحب سے عرض کیا گیا آپ نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا کہ اولاد مین ہونے کی خصوصیت سے جو میرے لیے تولیت تجویز کی گئی ہے تو حضرت سلطان نے تو سلطنت بلخ پر لات ماردی تھی اگر میں اِس دنیا کو اختیار کرون تو اُنکی اولادِ خلف کب رہا اور اس خدمت کے لیے خلف ہونا ضرور ہے اور اگر خلف بننا چاہون تو اُنکا اقتدا کرنا ضرور ہے ایم

ف اِس سے حضرت صاحب کا بغض للہ بنیا و حسن تفہیم جو ایک شعبہ ہے ارشاد کا بخوبی واضح ہے

کمال ایک شخص شریف صاحب کا مصاحبِ خاص حضرت صاحب سے کچھ کدورت رکھتا تھا اور احتمال قوی تھا کہ کچھ نمامی کر کے حضرت صاحب کو کسی قسم کا ضرر پہونچاوے اور اس لیے سب خدام کو اُس سے اندیشۂ عظیم رہتا تھا ایک بار وہ شخص حضرت صاحب کی مجلسِ مبارک مین خدا جانے کس اتفاق سے آگیا اُسوقت حاضرین کو یہ خیال تھا کہ یہ موقع ملاطفت سے باتین کرنے کا ہے مگر حضرت صاحب نے نہایت آزادی اور استغنا کے ساتھ اُس سے گفتگو فرمائی اور مین نے بچشم خود دیکھا کہ اُس شخص پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ تملق و خوشامد کی باتین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت ہم تو آپ کے غلام ہین اُس گفتگو کے اثنا مین حضرت صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو کہ میں صرف خالق سے ڈرتا ہوں کسی مخلوق سے نہیں ڈرتا اور اگر مخلوق میں کسی قدر کسی سے ڈرتا ہوں تو اپنے نفس سے ڈرتا ہون کہ اُسکا ضرر حقیقی ضرر ہے اور کوئی مخلوق ضرر نہین پہونچا سکتی اور غالباً اُسی مجلس میں یا اور مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شریف یا اور کوئی اکم میرا

ترکِ دنیا و حسنِ ارشاد ۱۲

کیا کر سکتے ہین بہت سے بہت اتنا کر سکتے ہین کہ مکہ معظمہ سے مجکو جلاوطن کردین سو یاد رکھو کہ مین جہان
بیٹھ جاؤنگا میرا وہی مکہ اور وہی مدینہ ہے اور حقیقت مکہ کی فلان مقام ہے اس ظاہری مکہ اور
مدینہ پر کچھ موقوف نہین یہان تک تو حضرت صاحب کو جوش تھا پھر سنبھل کر ارشاد فرمایا کہ البتہ جو
لوگ جامع ہین وہ حقیقت کے ساتھ صورت کی بھی رعایت رکھتے ہین اور ظاہری مکہ و مدینہ کو بھی نہین چھوڑتے

ف اس قصہ سے حضرت صاحب کا کمال توحید و توکل کہ لایخشون احدا الا اللہ اُسکے لوازم
سے ہے ثابت ہوتا ہے اور نیز کمال معرفت مکائد عدوے نفس کی ثابت ہوتی ہے اور واقع مین
بالکل صحیح ارشاد فرمایا کہ بجز نفس یا اُسکے دوست یکجان دو پوست یعنے شیطان کے جو مخلوق
ضرر پہونچاتی ہے مثلاً مال تلف کردیا جان تلف کردی وہ واقع مین ضرر نہین بلکہ باعتبار مآل
کے عین منفعت ہے اور نفس و شیطان جو ضرر پہونچاتے ہین وہ دینی ضرر اور نقصان واقعی
ہے اور انمین بھی چونکہ فاعل قریب نفس ہی ہے اس لیے آپ نے شیطان کے مقابلہ مین بھی
نفس ہی کی عداوت کو معتد بہ سمجھا اور نیز اس سے حضرت صاحب کا محقق اور جامع ہونا ظاہر
ہوتا ہے کہ اولاً حقائق مکہ اور مدینہ کی بیان فرمائے اور اشارہ فرما دیا کہ مقصود بالتحصیل وہ حقائق
ہین حتی کہ اگر ظاہراً کوئی شخص مکہ و مدینہ مین رہے لیکن اصلاح باطن کی نکرے تو اُسکا وہان رہنا
ہیچ ہے جیسا حدیث مین ہے المجاهد من جاهد نفسه والمهاجر من هاجر ما نهى الله عنه
ورسوله اور پھر بوجہ جامعیت کے اس تحقیق کے بعد اس ظاہری صورت مکہ و مدینہ کا بیکار نہونا
بھی ظاہر فرما دیا تاکہ ملاحدہ کی طرح کوئی شخص ابطال شرائع کا نکر سکے ۔

توحید و توکل و معرفت ۱۲

تحقیق و جامعیت ۱۲

کمال حضرت صاحب نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ بعض درویش امرا کی کہ جو کہ اُنکے پاس
آتے ہین بہت تحقیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم امیر دنیا دار کی کیون تعظیم کرین اور اسکو استغنا
سمجھتے ہین اور یہ سخت غلطی ہے یہ استغنا نہین ہے بلکہ تکبر ہے کیونکہ وہ شخص تمہارے پاس
امیر اور دنیا دار ہوکر نہین آیا بلکہ جب اللہ کے واسطے آیا تو دیندار طالب حق ہوگیا اور بزرگون کا
قول ہے نعم الامیر علی باب الفقیر اور بئس الفقیر علی باب الامیر تو جب وہ فقیر کے دروازہ پر
آیا تو نرا امیر نرہا بلکہ نعم الامیر ہوگیا تو اُسکی مدارات و تکریم کرنا اُسکے امیر ہونے سے نہین ہے
بلکہ نعم الامیر اور طالب حق ہونے سے ہے اھ ف سبحان اللہ عوام کے مکائد نفس کو تو ہر سالک

معرفت کید خفی نفس ۱۲

سمجھ لیتا ہے مگر سالکوں کے مکائدِ خفیہ کو سمجھانا یہ کام بڑے عارف کامل کا ہے اکثر درویش آجکل
اس بلا میں مبتلا ہیں اور واقعی حضرت صاحب کے ارشاد کی بعد اُنکی غلطی یقینی معلوم ہوتی ہے اور
اس سے حضرت صاحب کا خلوص اور قوت نسبت مع اللہ و کمال محبت الٰہی ثابت ہے
کہ امرا کی مدارات میں کیسی اچھی نیت تھی اور حق تعالیٰ کے ساتھ جو اُنکو ایک گونہ نسبت طلب کی
ہوگئی اسکے وجہ سے کیونکر اُنکو موردِ عنایت سمجھا واقعی کمالِ محبت کے یہی آثار ہیں کہ محبوب کا
منتسب بھی محبوب ہوجاتا ہے اور نیز کمال تواضع بھی اس سے ظاہر ہے کہ گو یہ امر ظاہر شانِ
وضع درویشی کے خلاف ہے مگر آپ نے حفظ وضع و شان ہی کو ضروری نہیں سمجھا۔

کمال ۲۹ بروایت ثقہ معلوم ہوا کہ ایک شخص پیرزادوں میں سے حضرت صاحب کی خدمت
میں حاضر ہوئے مگر وہ پابندِ تقلیدِ مجتہدین نہ تھے حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ
خاندانِ مشائخ سے ہیں حزب البحر آپ کی خاندانی چیز ہے اور بڑی برکت کی ہے اگر اسکو
ذکر اللہ سمجھ کر پڑھ لیا کریں تو بہت خوب ہے اُنھوں نے عرض کیا کہ وہ تو بدعت ہی حضرت
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اسمیں تو جابجا آیات کے ٹکڑے اور احادیث کی دعائیں ہیں اور
دوسرے کلمات بھی خلاف شرع نہیں ہیں وہ کہنے لگے کہ ایک تو اسمیں جابجا اشارات ہیں
کہ یہاں اُنگلی بند کرو یہاں کھولو یہ محض مخترع ہیں دوسرے جو کلمات علاوہ آیات و احادیث کی ہیں آخر سنت سے زائد ہیں آپ نے
ارشاد فرمایا اچھا اُن اشارات اور ان کلمات کو حذف کر کے بقیہ کو بلا اشارات پڑھ لیا کرو اُنھوں نے قبول کیا چند ہی روز
پڑھا تھا کہ اُنکا وہ تشدد اور انکار اور غلو بالکل جاتا رہا اور طبیعت میں ایک گونہ اعتدال و
انصاف پیدا ہوگیا جو شخص حج کو آتا وہ صاحب اُسکو ترغیب دیتے کہ دیکھو حضرت صاحب کی
زیارت سے ضرور مشرف ہونا **ف** اس سے حضرت صاحب کی حسن تعلیم و خوبی تربیت ظاہر
ہے کہ اُن صاحب کے ساتھ کچھ رد و کد نہین کی جسقدر میں اُنھون نے موافقت کی اُسی پر
اکتفا فرمایا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اُنھون نے آپکے فرمانے سے اُسکا پڑھنا شروع کردیا اور بزرگونکی
اجازت کی اور ارشاد کی برکت سے کسی چیز کے پڑھنے سے جو تاثیر و برکت ہوا کرتی ہے
وہ صاحب اُس سے محروم نہ رہے ورنہ وہ قیود کے ساتھ اُسکو ہرگز نہ پڑھتے اور نہ
اُن برکات سے متنفع ہوتے نیز اِس سے کمال شفقت بھی ثابت ہے کہ اُنکو نفع پہونچانے کے لیے

اخلاص و محبت الٰہی و تواضع ۱۲

حسن تعلیم ۱۲

شفقت ۱۲

اُن پر اصرار نہیں کیا کہ آپ کے ساتھ موافقت کریں بلکہ خود اُنکے ساتھ موافقت کرلی نیز اس سے آپ کا فیضان اور قوت تصرف بھی ثابت ہی کہ چند روز مین اُنکی اصلاح ہونے لگی۔ (قوت فیضان ۱۲)

کمال ۴۰ بروایت ثقہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کے ایک منتسب نے عرض کیا کہ میں نے چلہ کیا تھا جسمیں سوا لاکھ بار اسم ذات ہر روز پڑھتا تھا مگر کچھ نفع نہیں ہوا شاید حضرت صاحب مجھ سے ناراض ہیں ورنہ ضرور نفع ہوتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ناراض ہوتا تو سوا لاکھ بار روزانہ اسم ذات کیسے پڑھ سکتے تھے اھ **ف** حضرتِ صاحب نے اسمیں اُنکے قلب کو کس خوبی سے تسلی فرمادی اور ضمن میں ایک مسئلہ بھی تبلادیا کہ بدون رضاء شیخ کے مرید کو توفیق ذکر و عبادت کی نہیں ہوتی ہے (تسلی قلب ۱۲) (تحقیق ۱۲)

بے عنایات حق و خاصان حق	گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

کمال ۴۱ جو شخص عرض کرتا کہ حضرت ذکر سے کچھ نفع نہیں ہوتا آپ ارشاد فرماتے بندۂ خدا کیا ذکر خود نفع نہین ہے اللہ کا نام لیتے ہو کیا یہ تھوڑی بات ہے **ف** اس سے حضرت صاحب کی شان تحقیق اور نیز حسن تربیت ظاہر ہے تحقیق تو یہ کہ تبلادیا کہ ذکر خود مقصود ہی اور اُسکو حقیر سمجھنا بڑی غلطی ہے ہے (شان تحقیق و حسن تربیت ۱۲)

گفت آن اللہ تو لبیک ماست	وین نیاز و سوز و دردت پیکِ ماست

اور تربیت یہ کہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حالات اور کیفیات کو مقصود سمجھنے سے ساری عمر تشویش میں گذر جاتی ہے اور ذکر سے کچھ نفع نہیں ہوتا اور خود ذکر کو مقصود سمجھنے سے یکسوئی میسر ہوتی ہے جس سے حالات و واردات سب کچھ بتدریج نصیب ہو جاتے ہیں اور مقصودیت ذکر میں حضرت صاحب اکثر یہ شعر پڑھا کرتے ہے

یابم او را یا نہ یابم جستجوئے می کنم	حاصل آید یا نیاید آرزوئے می کنم

کمال ۴۲ ایک روز ظہر کے بعد یہ احقر رباط سے جسمین مقیم تھا اور حضرت صاحب کے دولتخانہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے نکلا تو دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت صاحب رباط کی طرف تنہا تشریف لا رہی ہیں میں نے دوڑ کر استقبال کیا اور وجہ تکلیف فرمانے کی دریافت کی ارشاد فرمایا کہ بھائی تم لوگ اللہ کے واسطے ہر روز میرے پاس آنے کی تکلیف اُٹھاتے ہو کیا مجکو ایک بار بھی

تم لوگوں کے پاس قصد کر کے نہ آنا چاہیے مجکو حضرت صاحب کی وسعت اخلاق سے کمال تاثر ہوا غرض رباط میں تشریف لاکر نیچے کے درجہ میں بیٹھ گئے اور سب اوپر کے درجون کے لوگ اتر اتر کر حضرت صاحب کے پاس جمع ہو گئے میں اپنے دل میں یہی سمجھا تھا کہ بس یہاں ہی سے دولتخانہ واپس تشریف لیجاوینگے لیکن تھوڑی دیر میں اٹھکر زینہ کیطرف چلے اور اوپر کے درجہ میں پہونچے میں نے عرض بھی کیا کہ کیا ضرور تکلیف فرمائی جاوے ارشاد فرمایا کہ بھائی سب ہی کا حق ہے غرض یہ کہ اُسکے سب درجون میں جو کہ پانچ یا چھ تھے تشریف لے گئے اور بوجہ کمال ضعف جسمانی کے نہایت تعب ہوا لیکن محض سب کی دلداری کی غرض سے اُسکا تحمل فرمایا ف اس سے حضرت صاحب کا کمال وسعت اخلاق و اہتمام اداے حقوق دقیقہ و مکافات کا اعلی درجہ کہ آنے جانے تک مین اسکا لحاظ فرمایا بالخصوص خادموں کے ساتھ جس درجہ ثابت ہی ظاہر ہے اور یہ عین سنت ہی جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے گھروں پر محض ملنے کے لیے تشریف لیجانا احادیث میں بکثرت وارد ہے اور اتباع سنت کلیۃً بے تکلف ہونے لگنا یہ اعلی درجہ کی درویشی ہی ورنہ اکثر منسوبین اہل الکمال میں ایک قسم کی خودداری و ترفع کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو قلب کے لیے سخت مضر و تباہ کن ہے۔

کمال میرے گھر کے لوگوں نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت صاحب ایک مریدنی کو کوئی کپڑا اتر کر دینے لگے حاضرین میں سے ایک بی بی نے عرض کیا کہ حضرت فلان عورت کو بھی جو کہ آپ کے خاندان میں ہی کوئی تبرک بھجوا دیجیے آخر وہ بھی تو آپ کی اولاد ہے آپ نے نہایت ترش ہو کر فرمایا کہ کیسی اولاد وولاد نیے بھرتی ہو میرے کوئی اولاد نہیں میری اولاد وہی ہی جو اللہ کی طالب ہو ف دین کو دنیا پر ترجیح دینا جیسا کچھ اس حکایت سے ہے ثابت ہی ظاہر ہے۔

کمال ارشاد فرماتے تھے کہ جو شیخ خود مجاہدہ نہیں کرتا اسکی تعلیم میں برکت نہیں ہوتی ف حقیقت میں کیسی سچی تحقیق ہے تجربہ و مشاہدہ اسکا شاہد صدق ہے اور اسمیں تعلیم ہے شیوخ و ناصحین کو کہ جسکا دوسروں کو امر کریں اول خود اُسکے عامل بنین بلکہ اکثر اوقات عامل کی محض صحبت بلا تعلیم سے وہ برکت ہوتی ہے جو غیر عامل کی تعلیم میں بھی نہیں ہوتی اور چونکہ حضرت صاحب کی تعلیم کا بابرکت ہونا ظاہر و باہر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب باوجود اس

اتباع سنت ۱۱

ترجیح دین بر دنیا ۱۲

تحقیق و تعلیم ۳

کمال باطنی واضمحلال جسمانی کے مجاہدۂ شدیدہ فرماتے تھے کمال پر پہونچکر عمل میں کمی نکرنا عین اتباع سنت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ورم کر جاتے تھے صحابہ نے جو پوچھا کہ آپکو باوجود عطاے خلعت لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تأخر کے اسکی کیا حاجت ہے حضور نے ارشاد فرمایا افلا اکون عبدا شکورا اور قطع نظر اس استدلال کے حضرت صاحب کا کمال مجاہدہ ویسے بھی مشاہدہ میں آتا تھا اب یہ حال ہے کہ کمال تو درکنار ذرا قلب میں کسی کامل کی صحبت سے یا ذکر سے حرارت پیدا ہوئی اور اپنے کو کامل سمجھکر تعطل وبطالت و آرام طلبی پر کمر باندھی نعوذ باللہ من شرور انفسنا والشیاطین۔

کمال ارشاد فرماتے تھے ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید یعنے شیخ کی ریا مرید کے اخلاص سے بہتر ہے۔ **ف** سبحان اللہ حضرت صاحب کی مجلس میں کیسے کیسے فوائد جلیلہ وتحقیقات عالیہ کان میں پڑتے تھے اب یہی بات جو حضرت صاحب نے ارشاد فرمائی کیسی عجیب اور مفید ہے شرح اس کلام کی یہ ہے کہ شیخ اگر کوئی عمل اسی قصد سے کرے کہ مریدین دیکھیں اور تقلید کریں اور سمجھیں کہ جب یہ کامل ہوکر اتنی عبادت کرتا ہے تو ہم تو ناقص ہیں ہمکو بدرجۂ اولیٰ کرنا ضرور ہے تو یہ گو صورت ریا کی ہے اسی لیے ریا مجازاً کہدیا لیکن چونکہ واقع میں یہ ریا نہیں بلکہ تعلیم فعلی ہے جیسا احادیث میں بکثرت وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ نے نماز و وضو ادا کرکے فرمایا کہ ہم نے اسی واسطے کیا ہے کہ تم اقتدا کرو یا ہم نے اس لیے کیا ہے تاکہ تمکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل دکھلائیں اور نفع اسکا متعدی ہے لہذا مرید کے عمل منفرد سے جو کہ معنےً اور صورۃً خلوص کے ساتھ موصوف ہے افضل ہے کیونکہ اسکا نفع لازمی ہے اور اس ارشاد میں یہ بھی اشارہ ہے کہ شیخ کامل کا کوئی فعل ظاہر میں اگر موہم ریا وغیرہ ہو تو بدگمان نہو اسمیں کوئی حکمت ومصلحت ہوگی۔

کمال ایک بزرگ[ع۵] سے سُنا گیا کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا کہ اب میں جاتا ہوں آپ کی عبادت میں حرج ہوتا ہے ارشاد فرمایا کہ میاں دوستوں سے باتیں کرنا کیا عبادت نہیں اسی کے مناسب احقر کو ایک بار واقعہ پیش آیا کہ میں بالکل خلوت کے وقت حضرت صاحب کی حضور میں چلا گیا اور معذرۃً عرض کیا کہ یہ وقت حضرت کی خلوت کا ہے مجھکو

ع۵ ابہام راوی کا ہے باوجود معلوم ہونے کے اتفاقی طور پر بھی واقع ہوا ہے ۱۲ منہ

ف: تحقیق عبادت شدن افعال مباحہ کاملین ۱۲

حاضر نہونا چاہیے تھا مگر شدت اشتیاق میں چلا آیا ارشاد فرمایا خلوت از اغیار نہ از یار اور فرمایا کہ بھائی طالبان حق کا اپنے پاس بیٹھنا مخل خلوت نہیں **ف** سبحان اللہ کیا جامعیت کی شان تھی اور مختصر ارشادات مین کیسا ضروری مسئلہ تبلادیا کہ کاملین کے افعال مباحہ بھی چونکہ مبنی ہوتے ہیں صدق نیت و خلوص طویت پر لہذا حسب ارشاد انما الاعمال بالنیات سب عبادت ہے پس کاملین کو مباحات مین مشغول دیکھکر ناقصین کو نہ چاہیے کہ انکو اپنے اوپر یا اپنے کو انپر قیاس کریں ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ف: تحقیق افضلیت خلوت ۱۲

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صحابہ کے پاس بیٹھے ہوے مباح باتیں قصون کی حکایتوں کی سنا کرتے اور تبسم فرمایا کرتے **ف** اور نیز خلوت کا مقصود بالذات نہونا ظاہر فرمادیا کہ مقصود اصلی توجہ الی الحق ہے مگر چونکہ مبتدی کو بدون خلوت وہ میسر نہیں ہوتی اسی طرح ناجنس کی صحبت سے اسمیں نقصان آجاتا ہے اس لیے خلوت اختیار کی جاتی ہے پس وہ مقصود بالعرض ٹھہری سو اگر طالب حق آبیٹھے اور اسکے ساتھ بھی تذکرہ ہو تو جو خلوت کا مقصود تھا وہ اس جلوت مین بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ حاصل ہے اور اس ارشاد سے تطبیق ہوگئی احادیث نہی عن العزلۃ اور اذن عزلت میں اور اکابر کے فعل پر شبہہ مخالفت حدیث کا بھی نہ رہا اور خود بھی یہ مضمون گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے الجلیس الصالح خیر من الوحدۃ والوحدۃ خیر من جلیس السوء۔

کمال ایک بار اہل علم سے خطاب فرمایا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون حالانکہ سب مخلوقات عبادت میں مشغول ہیں پھر ان دو کی کیا تخصیص ہے جب کسی سے کوئی شافی جواب نہ بن پڑا تو ارشاد فرمایا کہ عبادت کے معنے عبد شدن کے ہیں اور عبد غلام کو کہتے ہیں اور غلام کی یہ شان ہوتی ہے کہ اسکی خدمت معین نہیں ہوتی ایک وقت اس سے قلمدان اور بستہ اٹھواتے ہین ایک وقت پاخانہ اٹھواتے ہیں بخلاف اجیر و نوکر کے کہ اکثر اسکی خدمت معین ہوتی ہے پس اور مخلوقات کی عبادت تو معین ہی کسیکو تسبیح مین مشغول کر دیا ہی کسیکو قیام میں کسیکو سجود مین علیٰ ہذا القیاس پس انکی شان تو

اجیر کی سی ہے بخلاف جن وانس کے کہ انکی عبادت کے ہزارون طریقے ہین ایک وقت انکے لیے نماز پڑھنا عبادت ہے دوسرے وقت جب تقاضاے حاجت بشری ہو اور بدون اُسکی قضا کے نماز مین پریشان رہنے کا احتمال ہو پائخانہ میں جاکر قضاے حاجت کرنا عبادت ہے ایک وقت سونا عبادت ہے پس انکی شان غلام کی سی ہے اس لیے لیعبدون میں انکی تخصیص فرمائی۔ **ف** اب تک کتابین بھی تھوڑی بہت دیکھنے مین آئین علماء کی بھی صحبت نصیب ہوئی مگر یہ عجیب و غریب تحقیق اور تحقیق تو کیا یہ سوال بھی کبھی سمع اور قلب تک نہیں گذرا علم لدنی کی یہ شان ہے اور پھر لطف یہ کہ سوال بھی نہایت قریب جواب بھی بہت سہل اور لطیف اور نہ قواعد شرعیہ کے خلاف نہ قواعد عربیہ کے خلاف بلکہ عرف وعادت کے بھی مطابق اور یہی مطابقات ہین کہ جنکی بدولت سلف کی تفاسیر خلف کی تفاسیر پر راجح وفائق ہین اور علاوہ خوبی تفسیر کے اسمیں اُس مسئلہ کی تفصیل ہے جو اس سے اوپر کی حکایت مین مجملاً مذکور تھا اور اسمین اُس سے عموم بھی ہے کیونکہ وہ خاص تھا کاملین کے ساتھ اور یہ عام ہے جمیع ثقلین کو لیکن اُسکا خصوص اُن امور کے اعتبار سے ہے جو بالفعل مامور بہ نہین ہین اور اسکا عموم امور مامور بہا کے اعتبار سے ہے گو مامور بہ بالغیر ہون پس تعارض نہیں رہا۔

تفسیر لطیف ۱۲

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ جس درویش کیطرف بہ نسبت طالبان دین کے طالبان دنیا کا زیادہ ہجوم ہو معلوم ہوتا ہے کہ خود اُسمیں ابھی شعبہ دنیا کا موجود ہے اس لیے ایسے لوگوں کا اُسکی طرف زیادہ میلان ہے کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس پھر بطور تحدث بالنعمۃ کے ارشاد فرمایا کہ بھائی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہمارے یہاں تو زیادہ تعداد غربار اور مساکین اور صلحاء اور طالب علمون کی ہے دنیا کے بڑے آدمی ہمارے یہان کم ہین **ف** اسمیں حضرت صاحب نے شیخ کامل کی ایک علامت بتلادی کہ اہل دین وطالبان حق کا اُسکی طرف زیادہ میلان ورجحان ہو یہ ایسا امر ہے جسکی حاجت ہر طالب راہ حق وجویاے مرشد کو واقع ہوتی ہے آجکل اکثر عوام اسکے عکس کو علامت کمال کی سمجھتے ہیں کہ فلان درویش کی طرف بڑے بڑے امراء اور عہدہ دار رجوع ہین معلوم ہوتا ہے بڑا کامل ہے کہ ایسے ایسے لوگ مسخر ہین اللہ تعالےٰ غلطی فہم سے محفوظ رکھے اور تحدث بالنعمۃ کا عبادت ہونا خود قرآن مجید سے ثابت ہے

[illegible] ۱۲

اور اگر کسیکو اسمین دعوے کا وسوسہ ہو تو وہ کمال عـ۳۶ کو مکرر دیکھ لے مع ف کے ؎

بگذر از ظن خطاے بد گمان		ان بعض الظن اثم را بخوان

تحقیق برکات مقامات بزرگان ۱۲

کمال ایک بار احقر بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کے واسطے چلا گیا اسلیے حاضری خدمت میں قدرے دیر ہوگئی حضرت صاحب پوچھنے لگے میں نے وجہ عرض کردی ارشاد فرمایا بہت اچھا کیا ان مقامات پر ہو آئے جا آئے بزرگان بجاے بزرگان ان جگھوں میں بھی برکت ہوتی ہے

ف کیسے کام کی بات بتلائی اسی لیے بہت بزرگوں نے اپنے بزرگوں کی جگھہ بیٹھکر مجاہدہ و ریاضت کی ہے اور بڑے بڑے نفع پائے ہیں چنانچہ میں نے اپنے ایک بزرگ سے سُنا کہ جب حضرت صاحب تھانہ بھون سے حج کو تشریف لے گئے تو حضرت صاحب کے ایک پیر بھائی فرماتے تھے کہ مجکو حضرت صاحب کی جگھہ بیٹھنے سے بہت نفع محسوس ہوتا تھا۔

رعایت جانبین ۱۲

کمال حضرت صاحب کی خدمت مین جو کوئی ہدیہ لاتا تو ارشاد فرماتے کہ ہدیہ شاہد محبت ہے اگر اُس مجلس میں کوئی ایسا خادم حاضر ہوتا جو اس خدمت سے محروم ہوتا تو فرماتے لیکن جب محبت کمال کو پہونچ جاتی ہے خود ہی اُسکا ظہور ہونے لگتا ہے پھر شاہد کی حاجت نہین رہتی

ف سبحان اللہ کیا جامع اقوال اور سلیم طبیعت اور معتدل اخلاق حق تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے کہ اگر ہدیہ پیش کرنے والے کے حق میں کچھہ نہ فرماتے اسکی ثنا جو حدیث مین مامور بہ ہے صریح الفاظ میں کیسے ظاہر ہوتی اور فرمانے میں احتمال ہدیہ پیش نہ کرنے والے کی دل شکنی کا تھا آپ نے دونوں امر کی کیسی خوبی اور سلاست سے رعایت فرمائی ہے اور اہلِ ذوق و بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے اقوال جامعہ استعداد علمی یا مذاق شاعری کی قوت سے خارج ہیں اسکے لیے سلامتیِ فطرت و نورانیت قلب کی حاجت ہے آپ کے ایسے لطیف کمالات کو دیکھکر بے اختیار یوں کہنے کو جی چاہتا ہے ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام		بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

کمال حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میری نیت لوگون کو بیعت کرنے میں صرف یہ ہے کہ بیعت ایک قسم کا مصافحہ ہے جسمین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا ہے سو قیامت کے روز دونون پیر و مریدین سے جو شخص زور آور ہوگا وہ دوسرے کا ہاتھ پکڑکر اپنے ساتھ کھینچ لیجاویگا اور

ظاہر ہے کہ بروے حدیث سبقت رحمتی علے غضبی زور آور وہی ہوگا جو مرحوم ہو لیس مرحوم اپنے ساتھ مغضوب کو رحمت کی طرف لیجاویگا **ف** اس سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہیں آول اخلاص کہ بیعت میں کیسی اچھی نیت تھی دوم تواضع کہ اپنے کو مرید پر ترجیح نہیں دی بلکہ اسکا احتمال بھی برابر درجہ میں پیش نظر تھا کہ شاید اُسکی وجہ سے ہماری مغفرت ہوجاوے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب کے یہاں مریدوں کی بڑی قدر ومنزلت تھی کیونکہ ظاہر ہے جس شخص کو کسی کو یہ احتمال ہو کہ یہ ہمارے لیے وسیلۂ نجات ہوجاویگا تو بالطبع و الاضطرار اُسکی قدر کریگا سوم عمق علمی کہ حدیث موصوف سے کیسی دقیق بات استنباط فرمائی چنانچہ اہل علم اسکی قدر سمجھ سکتے ہیں۔

اخلاص و تواضع ۱۲

عمق علمی ۱۲

کمال حافظ عبدالرحیم صاحب تھانوی شاگرد و مرید خاص حضرت صاحب کا ارشاد نقل فرماتے تھے کہ میں بیعت سے اسلیے انکار نہیں کرتا ہوں کہ کہیں یہ شخص کسی مبتدع کے پنجہ میں گرفتار نہوجاوے پھر اللہ تعالےٰ مجھ سے مواخذہ فرماویں کہ تمھارے پاس آیا تھا تمنے کیوں رد کیا جس سے یہ ایسی جگہ پھنسا۔ **ف** اس سے علاوہ اخلاص کے کمال شفقت بندگان خدا کے حال پر اور کمال خشیت حق تعالیٰ ثابت ہے

کمال شفقت بر خلق و کمال خشیت از حق ۱۲

کمال ایک بار حضرت صاحب فرمانے لگے کہ حضرت سید احمد صاحبؒ سے ایک تعویذ منقول ہے جو تمام حاجات کے لیے مفید ہے وہ یہ ہے خداوندا اگر منظور داری حاجتش را بر آری اسکو لکھکر دیدیا جاوے اُسوقت حضرت صاحب کی خدمت میں ایک مولوی صاحب جو زمرۂ خدام میں بھی ہیں حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ حضرت پہلا فقرہ تو بالکل موزوں مصرع ہے اگر دوسرے فقرے کو یوں بدل دیا جاوے مصرعہ بفضلت حاجتش را بر آری تو وہ بھی مصرعہ بنکر پورا شعر ہوجاوے حضرت صاحب فرمانے لگے ہاں بھائی تم شاعر ہو تم یونہی کر لو ہمکو تو جسطرح بزرگون سے پہونچا ہے اُسکو نہیں بدلتا ہم مولوی صاحب سُنکر شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے **ف** اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو اپنے مشائخ اور بزرگون کا بہت ہی ادب تھا کہ اُنکے کلام میں اتنے تبدل و تغیر کو بھی گوارا نہیں فرمایا اور حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ ہاں بھائی تم شاعر ہو تم یون ہی کر لو یہ ایک رد لطیف ہے کہ منشأ اس رائے کا کوئی مصلحت محمودہ نہیں ہے محض فن شاعری ہے جو محض غیر معتد بہ ہے اور حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ کبھی کسی پر بشکل اعتراض یا خشونت کے ساتھ رد نہیں فرماتے تھے اور نہ حضرت کے مزاج میں تغیر پیدا ہوتا تھا جیسے آجکل مجادلین کی عادت ہے بلکہ نہایت لطافت و متانت سے

ادب بزرگان ۱۲

جدال بالتی ہی احسن و استقامت

اُسکے منشأ غلطی پر متنبہ فرما دیتے تھے جسمین اُسکو ناگوار بھی نہو نہ اُسکی ذلت ہو اور حق اُسکو واضح ہوجاوے جدال بالتی ہی احسن یہی ہے اور نیز دلیل ہے کمال استقامت کی۔

کمال ایک بار حضرت صاحب کی خدمت مین پیش کرنے کے لیے کسی نے ہندوستان سے کچھ روپیہ ایک دوکان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ بھیجا اُس دُکاندار نے حضرت صاحب کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ کے لیے کچھ روپیہ ہندوستان سے آیا ہے کسی خادم کو بھیجکر دُکان سے منگا لیجیے حضرت صاحب نے نہایت استغنا سے جواب دیا کہ مین نے نہ ہندوستان سے روپیہ منگایا ہے نہ دُکان سے منگاؤن جس خدا تعالیٰ نے ہندوستان سے مکہ معظمہ پہونچا دیا ہے وہ دُکان سے میرے پاس بھی پہونچا دینگے یہان سے کوئی روپیہ لینے نہ آویگا وہ شخص یہ سُنکر نہایت منفعل ہوا اور فوراً روپیہ حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجدیا **ف** اس سے حضرت صاحب کا کمال استغنا و قوت توکل ثابت ہے جیسا ظاہر ہے۔

استغنا و قوت توکل ۱۲

کمال جب نواب محمود علی خان صاحب رئیس چھتاری جنکا باخیر و باہمت ہونا مشہور ہے اور حضرت صاحب سے کمال عقیدت رکھتے تھے ہندوستان میں بعض مہمات ریاست کے انتظام کے لیے آئے تھے تو اپنا کچھ روپیہ مکہ معظمہ میں حضرت صاحب کے برادر زادے حافظ احمد حسین صاحب مرحوم امین الحجاج کے پاس امانت رکھ آئے تھے نواب صاحب نے ہندوستان سے ایک عریضہ حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ میرا روپیہ آپ ہی کا ہے میری عین خوشی ہے کہ ضرورت کے وقت اُسمیں سے جسقدر چاہین صرف فرمالین حضرت صاحب نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کا یہ طریقہ نہیں ہے اگر کوئی اپنے ہاتھ سے ایک پیسہ بھی پیش کرے سر آنکھوں سے قبول ہے اور امانت میں سے صرف کرنا گو باذن ہو پسند نہیں ۔ **ف** اس سے حضرت صاحب کا کمال ورع و علو ہمت ظاہر ہے کیونکہ ایسے اذن مبہم میں ممکن ہے کہ ماذون بہ کی مقدار مزعوم محل تصرف کی مقدار سے کم ہو تو اُسمیں شائبہ عدم اذن کا باقی ہے حدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک میں ایسی ہی مواقع میں احتیاط کرنے کا امر ہے اور ایسے اذن پر عمل کرنے سے نفس میں ایک قسم کا اشراف بھی پیدا ہو سکتا ہے جو علو ہمت کے خلاف ہے حدیث میں

ورع و علو ہمت ۱۲

قبولِ اموال کی یہ شرط بھی فرمائی گئی ہے کہ اسمیں اشراف اور نگرانی نہو سبحان اللہ سنت نبویہ مقبولانِ حق کی طبیعت بن جاتی ہے ان دقائق اتباع سنت تک اہل ظاہر کی نظر بھی نہیں جاسکتی

چھٹا کمال حضرت صاحب خود قصہ بیان فرماتے تھے کہ میں ایک رباط میں رہا کرتا تھا ایک شخص آیا اور ہر خلوہ میں ہر درویش کو ایک ایک دوآنی تقسیم کرنے لگا جب میری خلوہ کی طرف آیا تو یہاں سب سامان نفیس اور مکلف دیکھا کیونکہ حضرت صاحب کے مزاج میں لطافت و نفاست نہایت درجہ تھی اور بہت صاف اور ستھرے رہتے تھے یہ دیکھکر چپکا واپس ہونے لگا میں نے پکارا کہ بھائی کیوں آئے تھے اور کیوں چلے اُسنے دبی زبان سے سب قصہ بیان کیا اور کہا کہ آپ کی خدمت میں اس حالت میں دوآنی پیش کرنے کی جرأت و ہمت نہوئی حضرت صاحب نے فرمایا کہ بھائی کیا میں اس گروہ سے خارج ہوں میں ضرور اپنا حصہ لونگا اور یہ کہکر اُس سے دوآنی لے لی۔ ف اہل ظاہر کو حیرت ہوگی کہ پہلے دو قصوں میں کس درجہ استغنا ظاہر ہوتا ہے اور اس قصہ میں اسی طرح قصۂ آئندہ میں بھی جو ابھی مذکور ہوگا ظاہراً نہایت درجہ کی حرص کا شبہہ ہوتا ہے اصل یہ ہے کہ اکابر کے کمالات کو عوام کیا بعض خواص بھی نہیں سمجھ سکتے بجز اُسکے جسکو وہ حضرات خود ہی عنایت کرکے کلیاً یا جزئیاً سمجھا دیں اس قصہ میں اسی طرح قصۂ آئندہ میں طلب فرمانا براہ حرص نہ تھا اول تو یہ پیسے تھے کیا چیز جسکی حرص ہوتی دوسرے جو شخص ہزاروں پر نظر نہ کرے عقل کب تجویز کرسکتی ہے کہ وہ پیسوں پر گرے بات یہ ہے کہ اس قصہ میں اُس شخص کے حجاب و انفعال کو رفع کرنا اور اُس کے دل کا خوش کرنا اور اُسکی انقباض کو مبدل بہ انبساط فرمانا تھا جو اعلیٰ درجہ کا کرم اور حُسنِ خلق ہے نیز اسمیں تعلیم تواضع بھی ہے کیونکہ اکثر مشائخ ایسے ہدایا کے قبول کرنے کو موجب کسر شان سمجھتے ہیں چہ جائے کہ خود طلب کرنا رہا ایسے سوال کا جواز سو خود حدیث میں قصہ وارد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ابو الہیثم صحابی کے گھر از خود رونق افروز ہوئے اور وہاں طعام و تمر نوش فرمایا حالانکہ بلا دعوت کسی کے گھر جانے کی ممانعت آئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جہاں یقین ہو کہ اس سے زیادہ مسرور ہوگا وہاں یہ ممانعت نہیں۔

ساتواں کمال جناب مولوی محمد منیر صاحب نانوتوی بیان فرماتے تھے کہ ایک بار مکہ معظمہ میں کسی شخص نے

کوئی مقدار کثیر روپیہ کی بغرض تقسیم مستحقین وہاں کے کسی ذی منصب کے پاس بھیجی حضرت صاحب نے انکے پاس آدمی بھیجا کہ ہمارا حصّہ دیجیے چنانچہ شاید چار پیسے حصّہ میں آئے پھر حضرت صاحب فرمانے لگے کہ بھلا تم گمان کر سکتے ہو کہ میں ان پیسوں کا بھوکا ہوں لیکن مصلحت اسمیں یہ ہے کہ یہاں جس شخص کو رفعت کی حالت میں دیکھتے ہیں اُس سے حسد کرنے لگتے ہیں اور مجکو یہاں قیام منظور ہے اس لیے اپنی حاجتمندی اور پستی شان ظاہر کرتا ہوں تاکہ کوئی حسد نکرے ۔ **ف** اس قصّہ میں شبہہ حرص کا خود حضرت صاحب کی تقریر سے مرتفع ہے اور اس مصلحت کی رعایت سے علاوہ کمال حکمت کے حضرت صاحب کا کمال تعشق مجاورت مکہ معظمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسکی بدولت یہ کلفتیں طبیعت کے خلاف برداشت کرنا پڑیں حقیقت میں عشاق کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے ۔ **ع**

برند از برائے دلی بارہا	خورند از برائے گلی خارہا

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ جو شخص طالب دنیا ہو وہ تارک دنیا بن جاوے **ف** مطلب یہ ہی کہ دنیا طلب سے حاصل نہیں ہوتی ہے جسکو دنیا کا حاصل کرنا مقصود ہو اُسکا طریقہ یہ ہے کہ وہ اُسکو ترک کر دے پس اُسکو حاصل ہونے لگے گی مقصود حضرت صاحب کا یہ ہی کہ حلاوت و طمانینت سے حصول مخصوص ہے تارکین کے ساتھ اس سے حضرت صاحب کا کمال علمی ظاہر ہے کہ کیسے بڑے مضمون کو کیسے مختصر الفاظ میں پھر سلاست کے ساتھ جمع فرما دیا جوامع الکلم کی شان یہی ہے جو حضرات انبیا علیہم السّلام سے بطور میراث روحانی کے اہل اللہ کو پہونچتی ہے حدیث میں یہ مضمون جا بجا آیا ہے اور اُسکا مشاہدہ بھی ہو رہا ہے

کمال ارشاد فرمایا کہ اتفاق باہمی کی اصل تواضع ہے جن لوگوں میں تواضع ہوگی باہم اتفاق رہے گا **ف** سبحان اللہ کیسی قدر و قیمت کی بات ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو علم سیاست مدن میں حکما مہارت کے مدعی ہیں لیکن اس علم کے اصول حقیقیہ بھی اُن ہی حضرات پر منکشف ہوتے ہیں جنکے قلوب مرآۃ حقائق ہو گئے ہیں چنانچہ آجکل قریب قریب ہر شخص اور ہر قوم اتفاق قومی کی ترغیب اور تاکید کر رہے ہیں لیکن ہم نے آجتک کسی عاقل کسی فلسفی سے اسکے پیدا کرنے کا طریقہ نہیں سُنا حضرت صاحب کے ارشاد کے بعد واقعات میں غور کرنے سے

معلوم ہوسکتا ہے کہ نا اتفاقی کا اصل منشا تکبر ہے جو شخص مال یا جاہ میں اپنے کو بڑا بنانا چاہتا ہے چونکہ علاج ہر شے کا اسکے سبب کا ازالہ ہے جب تک تکبر کا ازالہ نہو اور تواضع اختیار نہ کیجاوے ہرگز نا اتفاقی کی جگہ اتفاق پیدا نہیں ہوسکتا اور اگر سب متواضع ہوں زید اپنے کو عمرو سے کم سمجھے عمرو اپنے کو زید سے کم سمجھے ہرگز ممکن نہیں کہ اُنمیں تزاحم ہو اس سے بھی حضرت صاحب کا کمال عمق علم وانکشاف حقائق ظاہر ہے

کمال ایک واسطے سے حضرت صاحب کے ایک خادم کی روایت پہونچی کہ ایک زمانہ میں کہ حضرت صاحب علیل تھے ایک بار خلوت میں سے میں نے قہقہہ کی آواز سُنی تعجب ہوا کہ تنہائی میں کس بات پر ہنسی آئی مزاج خوش پاکر دوسرے وقت دریافت کیا فرمانے لگے کہ اُسوقت مرض میں ایسی لذت آئی کہ بے اختیار ہنسی آگئی **ف** اس سے حضرت صاحب کی شان عاشقی ظاہر ہے کہ بلا سے متلذذ ہوتے تھے۔

کمال حضرت صاحب کے اجل الخلفا حضرت مولانا رشید احمد صاحب دام فیضہم بیان فرماتے تھے کہ حضرت صاحب کے فلان عزیز جو رشتہ قرابت کے بھائی ہوتے تھے نہایت تندخو اور تلخ مزاج تھے اور حضرت صاحب سے دوبدو گستاخانہ ومخاصمانہ گفتگو کرتے تھے غرض حضرت صاحب کو ایذا پہونچانے مین بیباک تھے ایکبار جس زمانہ مین کہ مظفر نگر میں خانصاحب لوی نصر اللہ خانصاحب (کہ درویش اجازت یافتہ وذی علم بھی تھے) ڈپٹی کلکٹر تھے وہی عزیز مذکور کسی سرکاری سپاہی سے کسی بات پر اُلجھ گئے اور اُسکے ساتھ سختی سے پیش آئے اُسنے شکایت کردی ڈپٹی صاحب نے طلب کر کے حوالات میں کردیا اور مقدمہ کی تاریخ مقرر کردی یہ خبر حضرت صاحب کو تھانہ بھون میں پہونچی حضرت صاحب فی الفور سوار ہوکر مظفر نگر تشریف لے گئے اور ڈپٹی صاحب کے مہمان ہوے ڈپٹی صاحب بڑی تعظیم سے پیش آئے اور اپنے ایک پیر بھائی کو حضرت صاحب کی خدمت کے لیے متعین فرمایا غرض فرصت کے وقت میں حضرت صاحب نے اُس عزیز کی سفارش فرمائی ڈپٹی صاحب کو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ آپ ایسے مفسد وموذی کی سفارش کرتے ہین آپ رہنے دیجیے یہ بدون سزا کے نہ مانے گا آپ نے ہمراہیون سے فرمایا کہ چلنے کی طیاری کرو ڈپٹی صاحب نے قیام پر اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ میں تو خاص اسی کام کے واسطے آیا تھا جب آپ نے اُسکو منظور نہ فرمایا

ہمارا ٹھہرنا بیکار ہے ڈپٹی صاحب آخر عاجز ہوئے اور کہا کہ بہت اچھا میں وعدہ کرتا ہوں ضرور رہا کردونگا اور رہا تو ابھی کردیتا لیکن اسمیں شبہہ ہوگا اس لیے ایک ہفتہ کے بعد چھوڑ دونگا آپ اطمینان فرمائیے جب حضرت صاحب راضی ہوے سب مین چرچا تھا کہ دیکھو آخر پھر حضرت ہی کو ایذا دیگا مگر آپ کو اصلا اسکا خیال نہ تھا **ف** اس حکایت سے حضرت صاحب کا عفو و حلم و فراخ حوصلگی جو کچھ معلوم ہوتی ہے ظاہر ہے۔

عفو و حلم

بیت

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا ۔۔۔ دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام ۔۔۔ کہ با دوستانت خلافست و جنگ

کمال حضرت مولانا ممدوح الذکر کا نیز بیان ہے کہ حضرت صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ حجر اسود کی خاصیت معنوی مثل کسوٹی کے ہے جسطرح کسوٹی پر رگڑنے سے چاندی سونیکا کھرا کھوٹا ہونا ظاہر ہوجاتا ہی اسی طرح حجر اسود کے استلام اور مس سے جو طینت اصلیہ ہوتی ہی منکشف ہوجاتی ہے اگر طینت مین خبث تھا تو وہ کھل جاتا ہے اور اگر پاکی تھی وہ کھل جاتی ہے **ف** اکثر عقلا کو اسمیں حیران ہوتے دیکھا ہے کہ بعضے آدمی حج کرکے کیون خراب ہوجاتے ہیں باوجودیکہ حج مکفر ذنوب ہے حضرت صاحب کی اس تحقیق سے اس اشکال کے حل میں کیسی تشفی ہوتی ہے سبحان اللہ علم و حکمت اور فلسفۂ حقیقیہ اسکا نام ہے۔

علم و حکمت

کمال بارہا دیکھا گیا ہے کہ اگر حضرت صاحب کی مجلس میں کسیکی شکایت کیجاتی تو بعض دفعہ تو فرماتے کہ نہیں وہ شخص ایسا ہرگز نہیں بعض دفعہ اُسکے قول و فعل کی تاویل حسن فرما دیتے بعض دفعہ یہ فرماتے کہ یہاں ایسے تذکرے مت کیا کرو اور اگر وہ شخص واقعی قابل شکایت کے ہی ہوا تب بھی گو اُسکو رد نفرماتے مگر اُسکو گوارا بھی نفرماتے فوراً ہی دوسرے مضمون کی طرف کلام کو منتقل فرما دیتے چنانچہ ایک بار کسی ظالم حاکم کی ایک شخص نے شکایت شروع کی آپ نے فوراً ہی ارشاد فرمایا کہ آج کل تجلیات قہریہ کا زیادہ ظہور ہے اور دیر تک اس توحیدی مضمون کی تحقیق فرماتے رہے اور اُس تذکرہ ابتدائی کا نام و نشان بھی نرہا **ف** اسی سے حضرت صاحب کا تقوے و ورع ظاہر ہے۔

تقوی و ورع

کمال حضرت صاحب نے ایک بار ایک مضمون کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بخدا میں دل سے

جاہتا ہوں کہ کوئی میرا معتقد نہ ہو بلکہ مجکو سب بد دین سمجھکر چھوڑ دیں اور کوئی مجکو نہ پوچھے لوگوں کے اعتقاد و تعظیم نے میری اوقات خراب کردی **ف** حدیثوں میں جابجا حب خمول کی فضیلت اور حب شہرت کی آفت آئی ہے موافقت سنت کا طبعی ہوجانا غایت درجہ کا کمال ہے اور نیز اس حکایت سے حضرت صاحب کے اُنس باللہ کی قوت ثابت ہے کیونکہ اُنس باللہ کے لوازم میں سے ہے وحشۃ عن الخلق گو افادۂ خلق کے لیے اختلاط کو گوارا کیا جاتا ہے۔

کمال بارہا ارشاد فرمایا کرتے کہ میرے پاس بجز نامرادی کے کچھ نہیں اور ایک بار ارشاد فرمایا کہ میں نے مختلف جگہ مختلف دکانیں رکھوادی ہیں مسائل علماء کے پاس ہیں تعویذ وغیرہ حاجی محمد عابد صاحب کے پاس ہیں (اُسوقت کسی نے غالباً حضرت صاحب سے تعویذ مانگا تھا اور حاجی صاحب موصوف اُسوقت مکہ معظمہ میں موجود تھے) جس چیز کی کسیکو ضرورت ہو وہاں جا کرلے اور جسکو نامرادی لینا ہو میرے پاس آوے **ف** اس سے حضرت صاحب کی شان تواضع ظاہر ہے اور اہل فہم کے لیے اشارہ ہی کہ حضرت صاحب کی صحبت اور اتباع سے عشق الٰہی میں ترقی ہوتی تھی کیونکہ حضرات صوفیۂ کرام عاشق کو باین معنے نامراد کہتے ہیں کہ جس مقام پہ پہونچتا ہے قناعت ہوتی نہیں آگے کا طالب ہوتا ہے پس جو حاصل ہوا اُسکا طالب نہیں رہا . اور جسکا طالب ہے وہ اسوقت حاصل نہیں یہ مقصود ہے نامرادی سے فافہم اور نیز نامرادی مین تعلیم ہے اس کی کہ طالب طلب کو نہ چھوڑے اگرچہ مراد حاصل نہ ہوا اور یہ ایک شرط عظیم ہے طریق سلوک کی اس مضمون کی تائید میں حضرت اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۵

۵۶ یابم اورا یا نہ یابم جستجوئے میکنم	حاصل آید یا نیاید آرزوئے میکنم

کمال جو کوئی حضرت صاحب سے عرض کرتا کہ مجکو حضرت کی تعلیم اور توجہ کی برکت سے یہ فائدہ ہوا ارشاد فرماتے کہ بھائی تمھارا حسن ظن ہے ورنہ فقیر تو کسی قابل نہیں اللہ تعالیٰ تمھارے گمان نیک کی برکت سے فائدہ پہونچا دیتے ہیں اور نسبت میری طرف کرا دیتے ہیں گاہی یوں فرماتے کہ میں اپنے پاس سے کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ دولت تم خود لیکر آتے ہو اسمیں سے

کچھ دیدیتا ہوں جیسے کوئی شخص فرستادہ سر پر خوان رکھکر کسی کے پاس کوئی چیز لاوے اور جسکے پاس لایا ہے وہ اُسی خوان میں سے تھوڑا سا اُس لانے والے کو دیدی مگر تم یوں ہی سمجھو کہ میں دیتا ہوں **ف** اس سے حضرت صاحب کا کمال تواضع اور کرم کہ مرید پر اپنا احسان نہ سمجھتے تھے ظاہر ہے اور اسمیں ایک مسئلہ کی بھی تحقیق فرمادی کہ قوت و استعداد خود طالب کے اندر ہوتی ہے مگر مرتبہ فعلیت میں اُسکا ظہور نہیں ہوتا شیخ کا کام اُسکا ظاہر کر دینا ہے نہ کہ عطا کرنا اور یہی وجہ ہے کہ جنکی استعداد فاسد تھی وہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی نفع حاصل نکر سکے جیسے ابو جہل وغیرہ اور اُس فساد استعداد ہی کو اللہ تعالیٰ نے ختم اللہ سے تعبیر فرمایا ہے آور نیز ایک ادب شیخ کا بھی جو شرط استفادۂ طالب ہی تبلادیا کہ وہ ہر فیض کو شیخ سے سمجھے کیونکہ واسطہ تو وہی ہی چنانچہ اسکو ایک بار حضرت صاحب نے بڑی پاکیزہ مثال میں بیان فرمایا کہ شیخ کی مثال میزاب کی سی ہی گو بارش کا پانی عطاء سحاب ہی لیکن اگر میزاب بند ہو جاوے تو طالب کو پانی نہ ملیگا یا اگر میزاب میں مٹی وغیرہ آجاوے تو پانی تیرہ ملیگا اسی طرح شیخ واسطۂ فیض ہے اگر وہ سوء ادب یا مخالفت وغیرہ سے منقبض یا مکدر ہو تو فیض بند و تیرہ ہو جاتا ہے۔

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ شیخ کی مثال مشاطہ کی سی ہے گو عروسین میں مواصلت اُسی کی بدولت ہوتی ہے لیکن مواصلت و قرب کے وقت اُسکا بھی وہاں گذر نہیں ہوتا **ف** اسمیں حضرت صاحب نے ایک مسئلہ کی تحقیق فرمادی کہ ولایت ایک نسبت خاصہ ہے جسمیں ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ جدا گانہ ہے اُسکے طرق تحصیل میں شیخ کا دخل ہوتا ہے کہ وہ تعلیم و تربیت و تصرف کرتا ہے لیکن اُسکے حصول کے بعد شیخ کا بھی اسمیں کوئی دخل نہیں ممکن ہے کہ مرید کو وہ مقام حاصل ہو جاوے کہ شیخ کو خبر بھی نہ ہو **ف** اس سے علاوہ محقق ہونیکے حضرت صاحب کا صادق ہونا بھی بدرجۂ کمال ظاہر ہے ورنہ ایسے مضامین سے دُکاندار مشائخ کی رونق میں خلل پڑتا ہے کہ مرید یوں کہیں گے کہ ہماری بعض احوال سے پیر صاحب بھی بے خبر ہو سکتے ہیں

کمال بندہ سے عام فرمایا کرتے کہ میں اپنے مریدوں کو اجازت دیتا ہوں کہ جہاں اپنا مقصو

کمال تواضع و کرم ۱۲
تحقیق مسئلہ استعداد ۱۲
تحقیق ادب شیخ ۱۲
تحقیق توسط شیخ ۱۲
تحقیق ۱۲
صدق ۱۲

دیکھیں حاصل کرلیں اور اگر ضرورت ہو بیعت بھی کرلیں میری طرف سے کوئی ممانعت اور مجکو کوئی کدورت نہیں ہے میں بندۂ خدا بناتا ہوں اپنا بندہ نہیں بناتا **ف** اس سے بھی حضرت صاحب کا کمال صدق ثابت ہی ورنہ اکثر مشائخ دوسری جگہہ جانے سے بہت ناراض ہوتے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اذن اُسوقت ہے جبکہ شیخ اول کی توجہ سے جو کہیں بھی ہو فارغ ہو چکا ہو ورنہ بوالہوسی اور محرومی ہے۔

صدق

کمال جب کوئی مسئلہ علمار کے سامنے حقائق کا ارشاد فرماتے تو یہ بھی فرمادیا کرتے کہ بھائی میں ناخواندہ آدمی ہوں تم لوگ عالم ہو جو قلب پر جو وارد ہوا اُسکو بیان کردیا اگر کتاب و سنت کے خلاف ہونے سے اسمیں کوئی غلطی ہو تو تم لوگ لحاظ و حجاب مت کیا کرو مجھے اطلاع کردیا کرو ورنہ مین قیامت میں یہ کہدونگا کہ مین نے ان لوگون سے کہدیا تھا انھوں نے ظاہر نہیں کیا **ف** اس سے حضرت صاحب کا کمال ورع اور حق پرستی اور اتباع شرع جو کچھ ثابت ہے ظاہر ہے ورنہ آجکل کے صوفی کھینچ تان کر خود شرع کو اپنی تصوف پر منطبق کرنا چاہتے ہیں یا شریعت کو صاف رد کردیتے ہین مگر حضرت صاحب نے شریعت کو متبوع اور اپنے الہام و وارد کو تابع بنایا جو کہ عین طریق محققین کا ہے اور اسمیں یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ الہام مثل وحی کے یقینی نہیں کیونکہ یقینیات میں باہم تعارض نہیں ہوتا اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ ایسے امور میں صوفیہ محتاج ہیں علمار کے بخلاف جہلار صوفیہ کے کہ علمار کی سخت تحقیر کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کو اُن سے نفرت دلاتے ہیں۔

کمال جب کوئی مسئلہ حقائق کا ارشاد فرمانا چاہتے مجلس میں چاروں طرف دیکھ لیتے اور زبانی بھی استفسار فرماتے کہ کوئی غیر تو نہیں ہے جب اس سے مطمئن ہو جاتے تب کچھ ارشاد فرماتے **ف** اس سے حضرت صاحب کی احتیاط اور اسرار کے ساتھ اہل کو خاص فرمانا ظاہر ہے آجکل اسمین نہایت بد احتیاطی ہے کہ سربازار مسائل مغلقہ بیان کرکے مسلمانوں کو تباہ کیا جاتا ہے۔

کمال جب حضرت کو کسی مسئلہ فقہیہ کی تحقیق مقصود ہوتی تو علمار کی طرف رجوع فرماتے

اور اپنی پہلی یادداشت اگر اسکے خلاف ہوتی فوراً اُس سے رجوع فرماتے اور بعض امور جو علماء مین مختلف فیہ ہوتے اور حضرت ایک شق کو اختیار فرما لیتے پھر شرح صدر و نور قلب سے اگر دوسری شق کا حق ہونا واضح ہوتا تو علی الاعلان اُسکے حق ہونے کا اور اپنی غلطی پر ہونیکا اظہار فرماتے **ف** اس سے بھی حضرت صاحب کی حق پرستی ظاہر ہو رہی ہے

حق پرستی

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ عوام الناس کو ایسے اشغال نہ بتلائے جاوین جن سے کشف ہوتا ہو صرف اوراد و اعمال کی تعلیم کر دین **ف** یہ دستور العمل مشائخ کے عمل کرنے کے قابل ہے وجہ اسکی ظاہر ہے کہ کشف اگر اسرار کا ہوا تو اُنکی فہم کی قوت نہیں غلطی سے زندقہ و الحاد مین مبتلا ہو جاوینگے اور اگر حوادث کا ہوا تو بعض اوقات معانی دوسری صورت میں متمثل ہو جاتے ہیں علم نہونے کی وجہ سے اُن مناسبات کو سمجھ نہ سکینگے بعض اوقات عقائد ضروریہ دینیہ کو تباہ کر بیٹھیں گے

کمال اتباع سنت و حسن اخلاق ۱۲

کمال روایتہً مسموع ہوا کہ ایک بار حضرت زینہ پر چڑھتے تھے غایت ضعف سے پاؤں میں لغزش ہوئی کوئی خادم موجود تھا فوراً ہاتھ پکڑ کر سنبھال لیا کئی جلسوں تک حضرت صاحب نے حاضرین سے اس قصہ کو بیان کرکے فرمایا کہ یہ صاحب ہمارے محسن و دستگیر ہیں **ف** کسی کے احسان ظاہر کرنے کا حکم حدیثوں میں آیا ہے مگر ایسے مواقع کیطرف نظر جانا اتباع سُنّت کا غایت درجہ سرایت کر جانا ہے اور کسی کا ممنون ہونا شعبہ حُسن اخلاق کا ہے۔

کمال حافظ عبدالقادر صاحب تھانوی کا جو کہ زمانہ قیام تھانہ بھون میں حضرت صاحب کی خدمت میں مدت دراز تک رہے ہیں بیان ہے کہ حضرت نے بڑے بڑے مجاہدات کیے ہیں ہر دوشنبہ پنجشنبہ اور ایام بیض کے روزے بلاناغہ حضر و سفر میں برابر رکھتے اور بعد عشا کے ایک ہلکی سی نیند لیکر پھر صبح تک بیٹھے رہتے نماز صبح کی پڑھکر پھر حجرہ میں تشریف لیجا کر مشغول ہو جاتے اور پھر دن چڑھے باہر تشریف لاتے اور کئی شخصون نے بیان کیا کہ غذا بہت قلیل تناول فرماتے اور میں نے خود حضرت صاحب سے سُنا ہے کہ ایک سانس میں غالباً ڈیڑھ سو ضربیں لگا لیتے تھے **ف** قضیہ مسلمہ ہے المجاهدة اصل المشاهدة اس سے حضرت صاحب کی صدق طلب اور سعی وصول بین ظاہر ہے۔

کمال حضرت صاحب کبھی کبھی مشائخ عصر کے مقامات و احوال باطنی کا تعین اور شرح فرمایا کرتے چنانچہ ایک بار ایک شیخ کی نسبت فرمایا کہ وہ سیر اسماء میں تھے اگر زندہ ہوتے تو میں اُن سے یوں کہتا دوسرے درویش کی نسبت فرمایا کہ وہ تلوین میں ہیں اگر یہاں آجاویں تو انشاء اللہ تعالےٰ تمکین حاصل ہو جاوے ایک کی نسبت کہ وہ بعض اعمال شرائع کے پابند نہیں فرمایا کہ اُنکو مقام حق الیقین کی معرفت میں غلطی ہوئی ایک خادم نے عرض کیا کہ اُنکو ایک خط لکھدیجیے فرمایا خطوں سے کام نہیں چلا کرتا اگر یہاں ہوں تو اصلاح ہو جاوے ایک کی نسبت کہ وہ بعض عقاید فاسدہ میں مبتلا ہیں فرمایا کہ غلطی میں گرفتار ہیں اور بھی بعضوں کو ایسی غلطی ہوئی ہے اور ایک کی نسبت یہ فرمایا کہ اُسکی حالت یہودی وزیر کی سی ہے جسکی حکایت مثنوی میں ہے اور حقیقت میں جسنے ان لوگوں کو دیکھا ہوگا وہ حضرت کی تشخیص کی داد دے سکتا ہے **ف** اس سے حضرت صاحب کا کمال درجہ کا عارف اور عمیق النظر اور محیط و جامع نسب ہونا ظاہر ہے کیونکہ احوال مختلفہ کو پہچاننا موقوف ہے کمال احاطہ و جامعیت اور کشف و فراست پر حضرت صاحب نے ان صاحبوں کے نام بھی لیے ہیں مگر بخیال ناگواری اُنکے معتقدین کے تصریح مناسب نہیں سمجھی۔ عمق نظر و احاطہ نسبت باطنیہ ۱۲

کمال ایک بار حضرت صاحب فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک درویش صاحب نسبت آکر بیٹھے اور مراقب ہو کر نسبت باطنی کی تفتیش کرنے لگے مین نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو تم نے آیت قرآنی نہیں سُنی لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم اور تم نے یہ نہیں سُنا لا تجسسوا کسی کے گھر میں بلا اذن داخل ہونا اور کسیکا راز دریافت کرنا کب جائز ہے پھر یہ ہے کہ جو چھپانے والے ہین وہ کب پتہ لگنے دیتے ہیں چاہے کوئی ہزار ٹٹولا کرے وہ درویش خجل ہوا اور معذرت کرنے لگا **ف** اس سے علاوہ صاحب کشف ہونے کے جو کہ خوارق صوریہ سے ہے حضرت صاحب کا عمق علم اور کمال اتباع شرع جو کہ کرامت معنویہ ہونیکی وجہ سے خارق صوری سے کہیں افضل و اکمل ہے ثابت ہوتا ہے اور اس تقریر میں تفسیر آیات کی مقصود نہیں بلکہ حکمت حکم کی سمجھ کر تعدیۂ علت سے حکم کا تعدیہ مقصود ہے جو کہ ایک شعبہ ہے اجتہاد کا۔ یعنے جو علت لا تدخلوا اور لا تجسسوا کی ہے وہ یہاں بھی موجود ہے عمق علم و اتباع شرع ۱۲

دیکھے قصداً کسی کی باطنی حالت دریافت کر لینے کو لوگ بڑی ولایت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ احیاناً معصیت ہے جیسا تقریر مذکور سے مفہوم ہوا البتہ اگر استفادہ یا افادہ مقصود ہو یا بلا قصد اطلاع ہو جاوے اسمیں علت نہی کی نہیں پائی جاتی حقیقت میں بدون حاجت معصیت ظاہر و باطن کے آدمی آدمی نہیں ہوتا اور کسیکو یہ شبہہ ہو کہ اول تو حضرت نے اپنا کمال کیوں بیان فرمایا پھر یہ کہ جب اسکے راوی خود حضرت ہیں تو اس سے اثبات کمال پر احتجاج کب ہو سکتا ہے جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب کا بیان فرمانا باذن واما بنعمۃ ربک فحدث ہے اور نفع اسمیں یہ ہوتا ہے کہ طالبین سامعین کو حقائق و معارف معلوم ہوتے ہیں اور فطری طور پر بہ نسبت انتشار محض کے اخبار میں زیادہ اثر ہوتا ہے اور اخبار غیر کی نسبت اخبار مرشد زیادہ دلپذیر ہوتے ہیں رہا احتجاج سو قرائن ظاہری و باطنی سے جب متکلم کا صدق متیقن ہو تو وہ بمنزلہ اپنے مشاہدہ کے ہے منجملہ اُن قرائن کے ایک قرینہ اس حدیث میں مذکور ہے الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ ۔

کمال ایک بار حضرت صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ بعض اہل ظاہر کثرت عبادت کو منع کرتے ہیں اور یہ آیت دلیل میں پیش کرتے ہیں ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اہل باطن یوں کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے مذاق میں قلت عبادت تہلکہ ہے ہم اسی آیت سے اُسکو منع سمجھتے ہیں **ف** کیا لطیف جواب ہے جس سے حضرت صاحب کی لطافت فہم ظاہر ہے باوجودیکہ ظاہری تحصیل حضرت صاحب کی صرف کافیہ تک تھی اور کچھ مشکوٰۃ پڑھی تھی شرح مقام کی یہ ہے کہ حظوظ نفس کا چھوڑنا تہلکہ نہیں بلکہ حقوق نفس کا چھوڑنا تہلکہ ہے پس جسکے قلب میں شوق نہیں ہے اُسکو زیادہ مجاہدہ میں چونکہ ترک حقوق نفس لازم آتا ہے اُسکے حق میں لاریب تہلکہ ہے اور اہل شوق کو چونکہ ملال و فتور و تعب نہیں ہوتا بلکہ اگر کمی کریں تو تنگی اور کلفت ہوتی ہے اُنکے حق میں تکثیر تہلکہ نہیں بلکہ تقلیل تہلکہ ہے پس اہل باطن جس طرح اہل ظاہر پر ملامت نہیں کرتے اسیطرح اہل ظاہر کو اہل باطن پر حق ملامت نہیں ۔

کمال ایک بار اس حدیث کا تذکرہ ہوا الغیبۃ اشد من الزنا ارشاد فرمایا اسکی وجہ یہ ہے

کہ زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی ہے اس لیے یہ اشد ہے مین نے عرض کیا کہ حضرت یہ لفظ تو ہم قافیہ بھی ہیں ارشاد فرمایا کہ ہمارے تو ایسے ہی چٹکلے ہیں **ف** باہ کہتے ہیں شہوت کو اور جاہ کا منشا قوت غضبیہ ہے توت شہویہ مین آدمی خود اپنی نظر میں ذلیل و بے قدر ہوتا ہے اور غلبۂ غضب میں اپنی نظر میں معزز و مترفع ہوتا ہے اور مسلم کا ترفع زیادہ بری چیز ہے سبحان اللہ کیسے مختصر الفاظ میں کیا جامع اور بلیغ حکمت بیان فرمائی ہے جس سے وسعت علم و دقت فہم ظاہر ہے اور مقصود حصر نہیں ہے اس حکمت مین اسلیے حکمت منقولہ سے کہ اسمین بھی حصر مقصود نہیں معارضہ لازم نہیں آتا اور یہ اخیر کا ارشاد مزاحًا تھا جو کہ خود ایک سنت اور دلیل ہے زندہ دلی کی اور حکمت اسمیں تطییب قلب مسلم اور طالب حق کو اپنے سے بے تکلف کر لینا ہے تاکہ کوئی امر مانع استفادہ نہ رہے کیونکہ اکثر اہل اللہ کی ہیبت مانع استفادہ وا بتدا بالسؤال ہو جاتی ہے وھذہ الحکمۃ مما القی فی روعی فی المنام واللہ اعلم بحکمۃ الاحکام

کمال ایک بار اس حدیث کا تذکرہ ہوا کہ سجدہ میں دعا بہت قبول ہوتی ہے کئی اہل علم مجتمع تھے سب اسکے معنے میں گفتگو کرنے لگے وجہ اشکال یہ تھی کہ سجدہ مین تو دعا نہیں کیجاتی بلکہ تسبیح کیجاتی ہے آخر جواب یہ تھا کہ تسبیح کو مجازًا دعا کہا گیا کیونکہ کریم کی ثنا کرنا بزبان حال اُس سے سوال کرنا ہے حضرت خاموش بیٹھے سنتے رہے جب سب اپنی اپنی کہہ چکے حضرت صاحب نے فرمایا کہ سجدہ حالت قرب کی ہے جب عارف کو قرب مکشوف ہوتا ہے وہ اُسوقت دعا کرتا ہے اس دلپذیر جواب کو سنکر سب نے قبول کر لیا **ف** شرح اسکی یہ ہے کہ حدیث مین نہ دعا کا امر ہے نہ کوئی کلمہ اسمیں کلیت پر دلالت کرتا ہے محض ایک فضیلت مذکور ہے پس ممکن ہے کہ بعض الناس کے اعتبار سے ہو یعنی جسکو قرب مکشوف ہوا اُسکی حالت کا مقتضا حقیقۃً دعا کرنا ہے جیسے حدیث جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ مین نماز کی ایک فضیلت خاص اپنے اعتبار سے ارشاد فرمائی ہے پس اسمیں کسی طرح کا استبعاد نہین رہا اس سے بھی حضرت کی شان علم و سلامت طبع و اختیار معنی الیسر کہ عین سُنّت اور شان علم سلف ہے ظاہر ہے۔

کمال میرے سامنے ایک عامل بالحدیث جو کہ علوم مین فاضل تھے حضرت صاحب کی خدمتمیں حاضر ہوئے شاید حضرت کو کسی قرینۂ ظاہری یا باطنی سے اُنکا مسلک معلوم ہو گیا ہو گا

وسعت علم و فہم و اتباع سنت و حکمت آن ۔

سلامت طبع و علم و حکمت و دوراندیشی آن ۔

اُنسے استفسار فرمایا کہ آپ مدینہ طیبہ جاوینگے فاضل مذکور نے کہا میرے پاس وہاں جانیکا خرچ نہیں حضرت نے فرمایا یہ تو کوئی عذر نہیں جو اہل محبت ہیں وہ پائوں چھوڑ کر سر کے بھل جاتے ہیں اسپر فاضل مذکور نے کسیقدر طیش میں آکر کہا کہ آپ تو ایسی طرح فرماتے ہیں جیسے وہاں کا جانا فرض ہے بلکہ جو فرض ہے یعنی حج اسمیں بھی زاد و راحلہ شرط ہے حضرت نے فرمایا کہ بروے فتویٰ تو بیشک وہاں جانا فرض نہیں لیکن طریق محبت میں تو بلاشک فرض ہی کے مثل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شان عبدیت غالب تھی ورنہ اگر آپ درخواست کرتے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اخلاص ابراہیمی کے اثر سے تو کعبہ سجدہ گاہ خلائق بنے اور اخلاص داؤدی و سلیمانی کی برکت سے بیت المقدس قبلہ ہوا اور اخلاص محمدی کے اثر سے مسجد نبوی قبلہ نہ بنجاتی۔ اسپر فاضل مذکور کہنے لگے کہ قبر شریف کی زیارت کی نیت سے جانا تو جائز بھی نہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الی اخرہ۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر اس حدیث میں مستثنیٰ منہ ایسا عام ہے کہ بجز ان تین مسجدوں کے سب نہی میں داخل ہوگئے تو زیارت ابوین و تحصیل علم کے لیے بھی سفر کرنا ناجائز ہوگا۔ حالانکہ یہ محض باطل ہے پس ضرور مستثنیٰ منہ خاص مسجد ہوگا یعنے بجز ان تین مسجدوں کے چوتھی مسجد کو مقصود سمجھکر سفر کرنا غیر مشروع ہے اور قبور و مزارات تو اسمیں مذکور ہی نہیں انکی ممانعت کو اس سے کیا تعلق فاضل مذکور نے کہا کہ خیر مسجد نبوی کی نیت کرلے حضرت صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ عجیب بات ہے جس ذات کی بدولت وہ مسجد اس فضیلت سے موصوف ہوگئی ورنہ پہلے اسمیں یہ فضیلت کب تھی پس وہ ذات جسکی فضیلت بالذات ہے اُسکا قصد تو جائز نہو اور جسکی فضیلت بالعرض ہے اُسکا قصد جائز ہو اسپر فاضل مذکور سے کوئی جواب نہ بن پڑا حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ایسے ہی عقائد ہوتے ہیں چنانچہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مثل اجسام کے عرش پر متمکن ہیں اور الرحمن علی العرش استوی سے استدلال کرتا تھا میں نے کہا کہ یہ تو خیال کرو کہ اس جگہ اگر ذات کا حکم بیان کرنا مقصود ہوتا تو بجاے الرحمن کے لفظ اللہ کہ اسم ذات ہے زیادہ مناسب تھا الرحمن کی تخصیص خود مشیر ہے کہ مقصود تجلی رحمانیت کو تبلانا ہے کہ عرش جو کہ اعظم و منتہیٰ عالم اجسام کا ہے وہ اولاً رحمت تامہ کا مظہر اور مہبط ہے وہانسے

پھر باقی اجزار عالم پر نزول رحمت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت کرین فاضل مذکور نے کہا خدا تعالیٰ مجکو ہدایت نہ کرے آپ نے فرمایا کہ یوں مت کہو ممکن ہے کہ آپ غلطی پر ہوں ہم تو اپنے لیے دعا کرتے ہیں کہ اگر ہم غلطی پر ہوں تو اللہ تعالیٰ ہمکو ہدایت کرین اور ہم سب کو چاہیے کہ نماز میں اِھدنا کو بہت حضور قلب سے پڑھا کریں کہ ہدایت صراط مستقیم کی ہو کیونکہ ایسے امور خفیہ میں اللہ ہی کو معلوم ہے کون ہدایت پر ہے اسلیے ہمیشہ ہدایت طلب کرتا رہے **ف** اس حکایت کے تمام اجزا سے حضرت کی معرفتِ اسرار احکام و اخبار ظاہر ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ تو فاضل مذکور کی تقریر میں ہیں اور اُن الفاظ کے معانی حضرت کی تقریر میں ہیں اور دواقع میں تارکین تقلید کے مسلک کا ملخص یہی ہے کہ صورت بلا معنی ہے جیسے دوغ کہ صورت دودھ کی سی ہے اور معنے کہ روغن ہے ندارد چنانچہ راقم کو منام میں اسی مثال سے اسمیں شفا ہوئی اور آیت استوار کی تقریر بنا بر مذہب متاخرین کے ہی جسکو اہل تجسم کے مقابلہ میں اختیار کیا ہے اور گو بعض آیات مین الرحمٰن مذکور نہین لیکن القراٰن یفسر بعضہ بعضاً کے اعتبار سے اُنکو بھی اسی پر محمول کرنا ممکن ہے اور جزو اخیر مشورۂ سوال ہدایت سے حضرت کا کمال تقویٰ اور خشیت ظاہر ہے کہ ایسے حال میں بھی خائف تھے اور اپنے علم و عمل پر ناز و عجب نہ تھا۔ | معرفت اسرار ۱۲ | کمال تقویٰ وخشیت ۱۲

کمال حضرت صاحب علمار کی گو وہ حضرت کے خادم ہی ہوں اسقدر توقیر فرماتے تھے کہ اکثر اُنکی طرف سے جو ہدایا حضور مین پیش ہوتے اُنکو یہ کہکر کہ مولوی صاحب کا تبرک ہے اپنے سر پر رکھ لیتے چنانچہ میرے روبرو بھی ایسا واقعہ ہوا **ف** اکثر مشائخ علماء سے منقبض رہا کرتے ہین حضرت کی یہ توقیر دلیل ہے کہ شریعت کی آپکے قلب میں نہایت ہی عظمت تھی اور اسکے کمال عظیم ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ | تعظیم شرع وعلما ۱۲

کمال جب حضرت صاحب کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز ہدیۃً آتی تو سب حاضرین کو تقسیم فرما کر ارشاد فرماتے کہ کھاؤ اسمین نور ہے کیونکہ محض خالصاً للہ محبت سے لایا گیا ہے اور خود بھی اسمیں سے تناول فرماتے گو قلیل ہی سہی **ف** یہ علاقہ پیری مریدی کا یا پیری مریدی کے

مثل اعتقاد کا یقیناً حب فی اللہ ہے اور حب فی اللہ کا افضل الاعمال ہونا حدیثوں میں وارد ہے آپکی نظر میں یہ فضائل کیسے بدیہی اور غالب تھے کہ اُسکو موجب انوار باطنی سمجھتے تھے شریعت کا طبیعت بنجانا اعظم الکمالات ہے۔

کمال ایک بار حکایت فرمائی کہ میں ایک شیخ سے ملا جو مریدوں سے بھی بہت ہی کم یعنے ضرورت سے بھی کم گفتگو کرتے تھے میں نے اُنسے کہا کہ آپ شیخ ہو کر اسقدر تقلیل کلام میں کرتے ہیں آپکو معلوم ہے کہ شیخ زبان ہوتا ہے اور مرید کان اُنکو یہ بات بہت پسند آئی اور افادات میں کلام کرنے لگے **ف** مریدوں کی اصلاح اور تربیت تو سب کرتے ہیں مگر پیرزنکی غلطیاں سمجھانا یہ پیران پیر کا کام ہے اس سے حضرت کی کمال شان معرفت وارشاد ثابت ہے اور یہ حضرت کا تبلایا ہوا قاعدہ کیسا مفید ہے آجکل اکثر وہ لوگ جو ابھی محتاج استفادہ ہیں زبان درازی کرنے لگتے ہیں جو سخت مضر ہے بعضے جو احتیاط پر آتے ہیں تو کامل ہونے پر بھی افادۂ ضروریہ سے سکوت کرتے ہیں اسمیں دونوں کی تعدیل ہے کہ لایعنی سے سکوت ضروری ہے اور کلام مفید کے ساتھ نطق ضروری ہے حقیقت میں اعتدال سہل بات نہیں عمل کرنے سے حقیقت نظر آتی ہے۔

کمال حضرت کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر قصیدہ مدحیہ جو حضرت کی شان میں لکھا تھا پڑھنے لگا کہ حضرت خوش ہونگے مگر آپ بہت منقبض ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میاں کیوں جوتیاں مارا کرتے ہو وہ مداح صاحب بہت ہی خجل ہوئے **ف** مدح سے خوش نہونا اور مداح کی بیقدری کرنا خود حدیث میں مامور بہ ہے اس سے آپکا اتباع سنت ظاہر ہے اور اس عنوان سے اس کراہت کا طبعی ہونا اور عین ملامت میں بھی اپنے انکسار کی رعایت رکھنا یہ مزید براں ہے جو دلیل ہے غایت سلامت طبع کی۔

کمال حضرت کے ایک خادم کہ ذی علم بھی تھے حضرت کے لیے مختلف ہدایا ہمراہ لائے تھے اور کئی روز تک ایک ایک چیز پیش کیا کرتے ایکبار حضرت نے فرمایا کہ بھائی یہ مولوی لوگ ہوتے ہیں بڑے ہوشیار دیکھو ہر روز دل خوش کرنے کی کیسی اچھی تدبیر نکالی ہے وہ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر معذرت کرنے لگے اور پھر سب ہدایا ایکدفعہ لاکر پیش کردیے

ف اس سے حضرت صاحب کی کمال فراست اور اُنکی اس چال پر تنبیہ کہ شعبہ ارشاد ہے اور اسمین لطافت عنوان کہ شعبہ حسن خلق ہے سب کمالات ظاہر و باہر ہین اور حضرت کے اس ارشاد مین تعلیم ہے سادگی اور اخلاص کی خصوصاً اہل اللہ کے ساتھ اور ممانعت ہے تکلف اور خداع سے۔

فراست و ارشاد و حسن خلق ۱۲

کمال ایکبار حضرت صاحب کی خدمت مین ایک شیخ قسطنطنیہ کے شیخ اسعد افندی جو مولانا روم کے خاندان سلسلہ کے شیخ کامل تھے اور ملقب بہ لقب دَدَہ تھے (یہ لقب اُس خاندان مین ایسے شخص کو ملتا ہے جو غالباً بارہ سال تک نہایت مجاہدات شاقہ اور امتحانات صعبہ مین کامل ثابت ہو جاوے) حاضر ہوے اُسوقت مثنوی کا درس ہو رہا تھا وہ شیخ بھی مثنوی کے عالم تھے کیونکہ اُس خاندان میں اسکا درس التزام سے ہوتا ہے حضرت حقائق معارف بیان فرما رہے تھے اور وہ خاموش بیٹھے متلذذ ہوتے تھے چونکہ حضرت کی زبان اُردو تھی اور وہ شیخ اُردو نہ سمجھتے تھے عربی فارسی البتہ جانتے تھے اسلیے حضرت کے ایک خادم مولوی نیاز احمد صاحب حیدرآبادی نے جو اُسوقت حاضر تھے عرض کیا کہ اگر یہ شیخ اُردو سمجھتے تو انکو بڑا لطف آتا حضرت نے فرمایا کہ اس لطف کے لیے اس زبان کی کوئی ضرورت نہین اور برجستہ مثنوی کے یہ دو شعر ارشاد ہوے جنپر سُننے والون پر ایک حالت غالب ہو گئی ؎

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست	عشق را خود صد زبانِ دیگر ست
بوی آن دلبر چو پران می شود	این زبانہا جملہ حیران می شود

پھر اُن شیخ نے حضرت سے اشغال کی اجازت حاصل کی اور ایک عبا پیش کرکے درخواست کی کہ آپ اسکو پہنکر مجکو تبرکاً دیدیجیے چنانچہ آپ نے منظور فرمایا **ف** باوجود زبان نہ سمجھنے کے اُنکا متلذذ ہونا اور پھر درخواست اشغال و خرقہ کی کرنا جو علامت ہے فیضیاب ہونے کی صریح دلیل ہے حضرت قدس کی کمال شان افاضہ کی کہ وسائط عادیہ پر بھی موقوف نہیں رہا اور ایک شیخ صاحب سلسلہ کا اجازت لینا اور زیادہ مؤید ہے آپکے اکمل الشیوخ ہونے کا جیسا کہ اُن شیخ کے منصف ہونے کا بھی مثبت ہے اور تبرک لینے کا طریق قابل تقلید ہے کہ تبرک بھی حاصل ہو جاوے اور بزرگون کو تردد بھی نہو کہ موجودات کا جایزہ لینا پڑے

کمال افاضہ ۱۲

لطائف فہم و مناسبت روحانی با مولانا رومی

اور حضرت کا فی البدیہہ یہ اشعار پڑھنا جیسا کہ اکثر مواقع پر مثنوی کے اشعار پڑھ دیتے تھے مناسبت مثنوی معنوی ہے

کمال فرماتے تھے کہ مجکو طریق باطن کے متعلق جو شبہہ واقع ہوتا ہے مثنوی سے حل ہوجاتا ہے ف

مثنوی کا طرز جیسا نرالا اور دقیق ہے مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہے اُسمیں سب کچھ ہے لیکن

استنباط کرنا کوئی آسان کام نہیں بلاتشبیہ جیسے قرآن مجید میں ہے باوجود اُسکے جامع ہونے کے

استخراج سہل نہیں پس ایسی کتاب سے کسی مسئلہ کا فیصلہ سمجھ جانا نہایت ہی لطافت فہم و

دقتِ نظر و جامعیت۔ و مناسبت روحانی حضرت مصنفؒ کی دلیل ہے چنانچہ ایکبار ایک شعر کے

متعلق عالم روحانی میں مولانا سے دریافت کرنا اور مولانا کا جواب دینا بھی بیان فرماتے تھے۔

کمال مسئلہ وحدۃ الوجود کی تقریر اکثر ارشاد فرمایا کرتے لیکن ہر بار مین جدا عنوان ہوتا تھا

اور اس حسن سے بیان فرماتے کہ اُسمین نہ شرعی خلجان ہوتا تھا نہ عقلی اشکال ہوتا تھا اور فرمایا

کرتے کہ لوگ کہتے ہیں یہ مسئلہ کشفی ہے مگر میں کہتا ہوں کشفی بھی ہے۔ نقلی بھی ہے عقلی بھی ہے

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ مجکو جناب حافظ غلام مرتضٰے صاحب مجذوب پانی پتی رحمہ اللہ تعالےٰ

انکشاف اسرار و فصاحت و فیض صحبت

نے بشارت دی تھی کہ توحید تم پر خوب منکشف ہوگی۔ اور خود حضرت صاحب نے بھی

بعض خدام کو یہ بشارت دی کہ ہمارے یہان اگر بقدر استعداد سب پر اسکا انکشاف

ہوتا ہے مگر تمھارے برابر کسیکو نہیں ہوا ف ایسے دقیق مسئلہ کو اس سہولت و مطابقت کے

ساتھ بیان کرنا کمال انکشاف اسرار و نیز فصاحت پر مبنی ہے اور جب حقیقت منکشف ہوجاتی ہے

تو ایک تقریر کا مقید نہیں رہتا بلکہ ہر طرح بیان پر قدرت ہوتی ہے اور اس سے حضرت صاحب کا

تعدیۂ فیض بھی ظاہر ہے کہ آپکے خدام پر بھی انکشاف ہوتا تھا۔

کمال ایک بار ضیاء القلوب کا سبق ہو رہا تھا ایک شغل کے متعلق ایک ذی علم خادم نے

اُسکے اثر کی علت اور لِمْ دریافت کی حضرت نے چین بجبین ہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ بحث و

مباحثہ کی باتیں نہیں۔ کرنے کے کام ہیں کرکے دیکھو۔ ایکبار ایک خادم نے اشغال کی

ترتیب اور مدت پوچھی تھی کہ کون شغل کتنے روز تک کریں آپ نے فرمایا کہ یہ سبق نہیں ہیں

کہ پڑھتے چلے گئے آج اور سبق پڑھا کل دوسرا سبق پڑھا جن میں ترتیب و مدت

دونوں معیّن ہیں ان کی مثال دوائوں کی سی ہے جو پنساری کی دوکان میں بھری ہیں

ایک مریض کو سب دوائیں آگے پیچھے نہیں دیجاتیں بلکہ اس لیے مختلف دوائیں جمع ہوتی ہیں کہ کوئی دوا کسی کے موافق ہو کوئی کسی کے۔ اور اگر ایک موافق نہ آوے دوسری بدلی جاتی ہے یہی حال اشغال کا ہے کہ جس شغل سے مناسبت معلوم ہوجاوے وہی ایک شغل تمام عمر کے لیے کافی ہے اسی سے نفع اور ترقی ہوتی چلی جاتی ہے یہ نہیں کہ آج ایک کیا کل دوسرا کیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بعض مشائخ ایک لطیفہ کو مشغول ذکر کرتے ہیں اُسمیں ہنوز رسوخ نہیں ہوا کہ دوسرے میں مشغول کر دیتے ہیں وہ پہلا اثر جاتا رہتا ہے ہمارے یہاں صرف لطیفۂ قلب کو کافی سمجھتے ہیں باقی سب لطائف اسکے تابع ہیں اور ایسے مضامین میں جو کوئی الجھتا فرماتے بحث مت کرو **ف** اس تمامتر حکایت سے حضرت کا فن تصوف میں اعلیٰ درجہ کا محقق ہونا ظاہر ہے اور قلب کو ترجیح دینا اور اُسکو متبوع قرار دینا مین مضمون حدیث کا ہے اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ۔

کمال حضرت صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری قلب کی طرف خیال رکھا کرو اور یہ مت سمجھنا کہ یہ تو باتیں کر رہے ہیں پھر اس خیال سے کیا فائدہ **ف** اس سے حضرت کا قوت فیض ظاہر ہے کہ باوجود باتوں میں مشغول ہونے کے آپ مطمئن تھے کہ میں فائدہ پہونچا سکتا ہوں اب آگے طالب کی قسمت اور قابلیت خواہ فائدہ ہو یا نہو۔ خواہ زیادہ ہو یا کم ہو **ع** باران کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست ٭ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس۔

کمال حافظ عبد القادر صاحب تھانوی جن کا اوپر بھی ذکر آچکا ہے بیان کرتے تھے کہ زمانۂ قیام تھانہ بھون میں حضرت صاحب کے پاس شب کے وقت ایک جولاہا آیا اور آکر عرض کیا کہ میری لڑکی پر اثر جن کا ہے آپ تشریف لے گئے اُس جن نے آپ کو سلام کیا اور یہ عرض کیا کہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی اس سے مجھکو تکلیف ہوئی آیندہ تکلیف نہ فرمایئے صرف اپنے نام کا پرچہ بھیجدیا کیجیے چنانچہ اسکے بعد جب کبھی ایسا قصہ ہوتا آپ ایک پرچہ پر اپنا نام لکھکر بھیجدیتے اور اُسکو دیکھتے ہی اثر دفع ہوجاتا **ف** بلا عزیمت و عمل کے اسطرح جن کا منقاد و مسخر ہوجانا اسکا سبب صرف یہی ہے کہ **ع** ہر کہ ترسید از حق و تقوےٰ گزید ٭ ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید۔

کمال حضرت کا ایک رسالہ اُردو زبان میں مسمیٰ درد نامہ ہے اُسمیں تمام تر شورش و

عشق کے مضامین ہیں اُن میں ایک شعر یہ بھی ہے ؎ اگر ظاہر کروں سوزِ جگر کو ؛ تو

کروں شرمندہ دوزخ کے شرر کو ؛ ایک فاضل صاحب ظاہر نے اسپر مشافہتہً اعتراض کیا

کہ یہ مضمون تو خلافِ واقع ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ مبالغۂ شاعرانہ ہے اسکا مضائقہ نہیں

اسپر بھی وہ رد و کد کرتے رہے آپ نے فرمایا کہ خیر مجھ سے غلطی ہوئی وہ بولے کہ اس کہنے سے

کفایت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ کتاب شائع ہوگئی اور یہ غلطی متعدی ہوگئی آپ نے فرمایا کہ

مینے شائع کرنے کو کب کہا تھا وہ اسپر بھی سر ہی رہے کہ گو آپ نے نہیں کہا مگر ہو تو گئی اب

اسکا کیا تدارک ہو آپ نے فرمایا یہ تو کوئی مشکل بات نہیں میں نے غلطی شائع کر دی تم اسکا

رد شائع کر دو ۔ اور اسی حکایت کا تتمہ مین نے بعض بزرگون سے اتنا اور سُنا ہے

کہ پھر حضرت اُنکو حجرہ مین لے گئے وہ وہان سے چلاتے ہوے نکلے کہ ہان ٹھیک لکھا ہے

واللہ اعلم **ف** اس سے حضرت صاحب کی صلح مزاجی اور مباحثہ سے یکسوئی اور کسیکے

اعتراض سے دلگیر ہونا اور نرمی سے دفع کر دینا ظاہر ہے یہی طریقہ بعینہ سلف صالحین کا تھا

اس باب مین حضرت نے ایک بار اُس حجام کی مثال دی جس سے کسی نے درخواست

کی تھی کہ میری داڑھی سے سفید بال نکال دے اور اُسنے تمام داڑھی کاٹ کر آگے

رکھدی کہ مجھے کام ہے تم خود جدا کر لو اسی طرح جو بحث و جدال چاہے سب مضامین

اُسکے حوالہ کر کے اپنے کام مین لگ جاؤ ۔

تعلیم ملفوظ در جواب ۱۲

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ مجکو ہر شخص اپنے مشرب اور مذاق کے موافق جانتا ہے

حالانکہ میرا مذاق اطلاق ہے ۔ میری مثال پانی کی سی ہے جسمین کوئی رنگ نہین مگر

جس رنگ کی بوتل مین بھرو اسکا ہمرنگ نظر آتا ہے **ف** اس سے حضرت کی علو نسبت

معلوم ہوتی ہے کہ کوئی اسکو ادراک نہ کر سکتا تھا اور بوجہ جامعیت کے اپنا اپنا موافق

سمجھتے تھے ولنعم ما قیل ؎ ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من ؛ وز درونِ من نجست

اسرارِ من ؛ در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام ؛ پس سخن کوتاہ باید والسلام ؛ اور اطلاق سے

مراد خصوصیاتِ خاصہ سے خلوہے نہ خلوِ مطلق ۔

علو نسبت ۱۲

کمال مسموع ہوا کہ ایک بار ارشاد فرماتے تھے کہ میری آمدنی میرے اختیار میں ہے

جتنا خرچ بڑھا دیتا ہوں آمدنی بڑھ جاتی ہے جسقدر خرچ گھٹا دیتا ہوں آمدنی گھٹ جاتی ہے **ف** مجازاً و مزاحاً اسکو اختیار فرما دیا بہر حال اللہ تعالیٰ کا معاملۂ رحمتِ خاصہ آپ کے ساتھ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کے قلب کو زیادت اور قلت دونوں کی تشویش سے بچایا۔

کمال جب کوئی شخص خدام یا مشائخ سے آپ کے انوار و برکات و محامد کو (جو اُنکو ذوقاً یا کشفاً۔ یا تعدیۂ فیض سے ظاہر ہوتے تھے) بیان کرتا تو آپ فرماتے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ اہل کشف کی نظر سے بھی میرے عیوب چھپا رکھے ہیں امید ہے کہ روز قیامت میں بھی رسوا نہ فرماوینگے **ف** اس سے حضرت صاحب کا عُجب سے دور ہونا اور اپنے کو پر عیوب سمجھنا جو شعبہ ہے تواضع کا۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعام کا ممنون ہونا اور رجا قوی رکھنا یہ سب ظاہر ہے۔

کمال ارشاد فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص مکہ میں قیام کرنا چاہے تو آتے ہی ہجرت کی نیت نہ کرے کیونکہ بعضے امتحان میں قائم نہین رہتے اُنکو اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کرنی پڑتی ہے بلکہ اول عارضی طور پر چند روز رہ کر دیکھے اگر جمعیت و اطمینان کا سامان ہوجاوے رہ پڑے ورنہ چلا جاوے **ف** کیسی اچھی تعلیم ہے جسکا منشأ علمِ معاملات الٰہیہ و شفقت علی الخلق ہے۔

کمال معتبر راوی سے سُنا گیا کہ زمانۂ قیام تھانہ بھون میں لوہاری کے ایک خانصاحب نے جن پر کسی نے ظلم کیا تھا آکر شکایت کی کہ اب تو اُسنے میری زمین بھی چھین لی آپنے فرمایا کہ صبر کرو اللہ تعالیٰ اسکا عوض آخرت مین دینگے اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا اب کچھ نہ کرونگا یہ سُنکر حضرت حافظ محمد ضامن صاحب آپکے پیر بھائی اپنے حجرہ سے نکل آئے اور آپ کو خطاب کرکے فرمایا کہ واہ حضرت خوب مشورہ دیا سب کو اپنا جیسا بنانا چاہتے ہیں یہ تو خیال فرمائیے کہ جب اسکے قلب مین قوت توکل کی نہیں اور کوئی سامان اطمینان کا ہی نہیں اسوقت کی صبر اور دست برداری کا نتیجہ ایک روز یہ ہوگا کہ معاش کے لیے معاد کو برباد کریگا اور خانصاحب سے فرمایا کہ ہرگز صبر مت کرنا جا کر نالش کردے مین دعا کرونگا حضرت نے سُنتے ہی قبول فرمایا اور حجرہ میں تشریف لے گئے **ف** اس سے حضرت کی حق پرستی و

انصاف پسندی کالشمس فی نصف النہار واضح ہے۔
کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ اگر عبادت مین ریا بھی پیدا ہو تب بھی عبادت نہ چھوڑے
ریا ہمیشہ ریا نہیں رہتی چند روز ریا رہتی ہے پھر وہ عادت ہوجاتی ہے پھر عبادت
ہوجاتی ہے پھر اُسمیں اخلاص پیدا ہوجاتا ہے ف سالکین کے واسطے کیسی اچھی تحقیق ہے
بہت سے ذاکرین سالکین ایسے وساوس میں معطل رہ جاتے ہیں۔ اور اُسمیں ریا کی اجازت
نہیں بلکہ علی سبیل التنزل وسوسہ کا جواب ہے کیونکہ جب قصد نمائش نہیں تو ریا ہی نہیں محض وسوسہ ہے
جسپر مواخذہ نہیں اور اگر فرض ہی کرلیا جاوے کہ ریا ہی تو اُسکا یہ علاج اور جواب ہے۔
کمال ایک بار بالکل خلوت کا وقت تھا میں چلا گیا اور بطور عذر کے عرض کیا کہ میں
اسوقت مخل خلوت ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ خلوت از اغیار نہ از یار ف علاوہ
حسنِ اخلاق کے اِسمیں مسئلہ عزلت کو طے خوب فرمادیا کہ خلوت جو محبوب ہی تو غیر جنس
کے ضرر سے بچنے کی وجہ سے ہی نہ علی الاطلاق بہت لوگ اس غلطی میں پڑے ہیں۔
کمال حضرت ایک بار فرمانے لگے کہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ کچھ اپنے سینہ سے
عنایت کیجیے سو اول تو اسطرح سے ملا نہین کرتا اور جو کسیوقت اتفاق بھی ہوگیا
تو ایسی چیز باقی نہیں رہتی ف کیسی اچھی کام کی بات ہے بعضے بوالہوس اسی
خیالِ خام مین عمر گذار دیتے ہیں اور مجاہدہ و ریاضت کچھ نہیں کرتے واقع میں یہ بھی نفس کی
ایک شرارت ہے کہ محنت سے بھاگتا ہے۔
کمال ایک بار بہت لوگ حاضر تھے فرمانے لگے بعضے لوگ بزرگون کے پاس آکر بیٹھتے ہین
اور دل میں کہتے ہین کہ اگر یہ بزرگ ہیں تو ہمارے دل کی بات تبلادین سو اول تو یہ کیا
ضرور ہے کہ جو بزرگ ہو اُسکو دل کی بات معلوم ہی ہوجایا کرے دوسرے اگر احیاناً
معلوم بھی ہوجاوے تو یہ کیا ضرور ہے کہ وہ تمکو بھی تبلادیوے ایسے خیالات محرومی کی
علامت ہیں بزرگوں کے پاس دل کو سب خرافات سے خالی کرکے جانا چاہیے سہ
پیش اہلِ دل نگہدارید دل ۞ تا نباشید از گمانِ بد خجل ۞ ف علاوہ صاحب کشف و
اشراق ہونے کے اس سے یہ مسئلہ کیسا محقق ہوگیا کہ ولایت کو کشف لازم نہیں اور

ما یتعلق بالریا ۱۲
حسن اخلاق و تحقیق ۱۲
ما یتعلق ۱۲
تحقیق و تعلیم آداب شیخ ۱۲

عدم اظہار دلیل عدم ظہور کی نہیں اور ادب صحبت شیخ کی بھی اسمیں تعلیم ہے۔

کمال ۹۲ ایک بار حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اخلاق فی نفسہ سب محمود ہین بُری جگہہ صرف کرنے سے مذموم ہوجاتے ہیں کاملین اُنکا ازالہ نہیں کرتے بلکہ مصرف بدل دیتے ہیں مثلاً بخل ہے پہلے مشروع مواقع میں صرف ہوتا تھا بُرا تھا اب مواقع غیر مشروعہ میں صرف کرنے لگے یعنی معصیت میں خرچ کرنے سے بخل کیا محمود ہوگیا **ف** کیسی عمدہ تحقیق ہے کہ اللہ تعالی نے ان سب ملکاتِ نفسانیہ میں فوائد رکھے ہیں ریاضت سے اُنکا ازالہ نہ کرے ورنہ ضرورت استعمال کے وقت ضرر ہوگا مثلاً اگر غضب بالکل نہ رہے تو منکرات کا ازالہ نہ کریگا و علی ہذا۔

کمال ۹۳ حضرت نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جوانی میں خوف غالب چاہیے اور بڑھاپے میں رجا **ف** ان اخلاق میں کیسی تعدیل فرمائی ہے اور وجہ اسکی ظاہر ہے کہ خوف سے مقصود سعی فی العمل ہے اور اُسکا وقت جوانی ہے اگر بڑھاپے مین اسکا غلبہ ہوا تو منجر بہ یاس و ناامیدی ہوجاویگا جس میں ایمان کا اندیشہ ہے۔

کمال ۹۴ ایک بار حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جینا تو مکہ کا افضل ہے اور مرنا مدینہ کا **ف** یہ مسئلہ علما و محدثین میں بوجہ احادیث متنوعہ مختلف فیہ ہے اور مذاہب مختلف۔ مگر حضرت کی یہ تحقیق سُنکر حدیثوں کو دیکھنا شروع کرین تو سب حدیثین متطابق ہوجاتی ہیں سبحان اللہ علم اسکا نام ہے۔

کمال ۹۵ جناب محمد عبد الرحمن خانصاحب مالک مطبع نظامی کے یہاں حضرت صاحب نے ارشاد مرشد عربی باجرت چھاپنے کے لیے بھیجی تھی مگر جناب خانصاحب نے ویسے ہی نذر کردی حاضرین جناب خانصاحب کی سخاوت کی تعریف کرنے لگے کہ اُنکو اُجرت کی کچھہ حرص نہ ہوئی آپ نے ہنس کر فرمایا کہ بھائی خانصاحب بڑے حریص ہین اُجرت قلیل پر اکتفا نہین کیا آخرت مین اُجرت کثیر لین گے **ف** اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کی نظر مین آخرت ہر وقت نصب العین تھی کہ بلا تامل اُجرت دنیا کے چھوڑنے کے صلہ کی طرف آپ کا ذہن منتقل ہوگیا

کمال جو کام کہ اُسمیں کسیقدر مشقت مالی بھی ہو کسی خادم کے متعلق فرماتے تو باوجود اسکے کہ وہ اُسمیں اپنا مال صرف کرنے کو سعادت سمجھتا مگر پھر بھی حضرت صاحب اِسکو گوارا نفرماتے بلکہ اُسکی کافی امداد فرماتے چنانچہ اسکے بہت سے نظائر ہیں اُنمیں سے ابھی ایک کتاب جو چھپ رہی تھی اُسمیں حضرت صاحب نے نقد ایک ہزار روپیہ اُن صاحب کو عنایت فرمایا **ف** اس سے حضرت صاحب کی مراعات ومواسات خدام کے ساتھ ظاہر ہے۔

رعایت ومواسات خدام ۱۲

کمال حضرت صاحب اپنے مہمانوں کا گو وہ خادم ہی کیوں نہوں غایت اکرام اور دلجوئی فرماتے چنانچہ بارہا استقبال کے اور وداع کے وقت بیرون مکہ تشریف لے گئے اور خادموں کو سوار ہونے پر مجبور فرماتے اور خود پیادہ چلتے اور دعوت بڑی فراغت سے کئی کئی بار کرتے **ف** ان امور کا مسنون ہونا ظاہر ہے اور سنت کا عادت بن جانا کمال عظیم ہے

اکرام و سنت ۱۲

کمال ایک بار حضرت صاحب کے دولت خانہ میں راقم کھانا کھا رہا تھا حضرت صاحب فرمانے لگے کہ مجکو فلاں بزرگ نے چند وصیتیں فرمائیں تھیں اُنمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی کسی کی دعوت مت کرنا پھر ارشاد فرمایا کہ تم مت خیال کرنا کہ میری دعوت کیوں کی دعوت اُسکو کہتے ہیں جسمیں مغائرت اور تکلف ہو اُسمیں طرح طرح کی تکالیف جانبین کو ہوتی ہین **ف** حقیقت مین کیسی حکمت اور تجربہ کی بات ہے اس سے حضرت کا حکیم فی المعاملات ہونا بھی ظاہر ہے۔

حکمت ۱۲

کمال ایک بار حضرت صاحب کی خدمت مین ایک شخص نے دوسرے شخص کے کسی عمل کی کوئی شکایت کرکے اُسپر طعن شرک کا کیا آپ نے ترش ہوکر فرمایا میان کسی پر کیا طعن کرتے ہو جس روز حقیقت منکشف ہوگی دوسروں کا شرک و کفر سب بھول جاؤ گے اپنے کو کافر و مشرک سے بدتر دیکھو گے **ف** اسمیں پوری تعلیم ہے کفِ لسان اور اپنے عیوب کو دیکھنے کی اور تحقیق ہے کہ انکشافِ حقیقت کے وقت تمام مخلوق سے اذل و ارذل اپنے کو سمجھنے لگتا ہے۔

علم و تحقیق ۱۲

کمال ایک بار اس احقر نے غلبۂ پریشانی میں ایک اور درویش کی طرف رجوع کیا جس سے دوسرے طور پر پریشانی اور زیادہ ہوگئی اور میں نے حضرت صاحب کو

اسکی اطلاع دی اور اُن درویش سے پوچھنے پاچھنے کی اجازت چاہی حضرت صاحب نے ایک معتمد بزرگ کی معرفت ان لفظوں سے یہ ارشاد کہلا بھیجا کہ جب تک تمھارا یہ خادم زندہ ہے کسی کی طرف کیون متوجہ ہوتے ہو اس ارشاد کے سُنتے ہی سب پریشانی دفع ہوگئی اور اُن درویش سے دل سرد ہوگیا **ف** علاوہ قوتِ تصرف کے اس سے حضرت صاحب کی غایت شفقت اور خدام کی حماقت سے عفو و درگذر فرمانا ثابت ہے ورنہ دوسرا پیر تو خفا ہو کر ساری عمر نام بھی نہ لیتا ؎ (شفقت بر خدام و عفو ۱۲)

بندۂ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است ٭ زانکہ لطفِ شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

اور اس عنوان خاص سے جو کچھ انکسار مترشح ہے ظاہر ہے۔

کمال ۱۵۱ آمدۂ خط مکہ معظمہ سے جو حضرت صاحب کے مرض وفات میں آیا تھا معلوم ہوا تھا کہ حضرت اُس حالت مین مستغرق رہتے تھے اور افاقہ مین کبھی اشعار عشقیہ پڑھتے جس سے سامعین کو بڑا سوز و گداز ہوتا ایک شعر بھی لکھا تھا اُس خط کی نقل ضائع ہوگئی ایک مصرع قریب قریب یہ تھا ؎ یہ منزل عشق کی ہے اسمین آئے جسکا جی چاہے **ف** حضرت صاحب پر توحید اور عشق کا نہایت غلبہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ اُس حالت استغراقی مین اور زیادہ انکشاف ہو گیا تھا توحید و عشق کے کمال ہونے میں کیا شبہہ ہے۔ (توحید و عشق ۱۲)

کمال ۱۵۲ بروایت معتبر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے مرض وفات مین مولوی محمد اسماعیل صاحب بن ملا نواب صاحب کو جو بجائے خود ایک شیخ ہین اور حضرت سے اُنکو بہت اُنس تھا یہ وصیت فرمائی کہ میں چاہتا ہون میرے جنازہ کے ساتھ ذکر جہر ہو اُنھوں نے کہا کہ مناسب نہیں آپ نے حسب عادت فرمایا اچھا جیسی مرضی ہو غرض جب جنازہ لے چلے ایک عرب بولا اُذکُرُوا اللہ سب ہمراہیون نے ذکر جہر شروع کردیا **ف** اس سے علاوہ ایک کرامت کے حضرت صاحب کا غائت حب ذکر اللہ صاف ثابت ہے اور اشارہ اس طرف بھی ہے کہ میت اس کو ادراک کرکے متلذذ ہو سکتا ہے۔ (حب ذکر اللہ ۱۲)

کمال اور سر دست اسی پر حکایات تمام ہوتی ہیں حضرت صاحب کا فیض صحبت ایسا تھا کہ اگر کسی میں کچھ بھی صلاحیت ہوتی وہ محروم نہ رہتا چنانچہ ادنی فیض دیکھا جاتا ہے کہ آپ کے اکثر خدام میں صفتِ زہد بحمد اللہ موجود ہے اور عجب العجاب یہ ہے کہ اکثر بزرگوں کا نفع دیکھا ہے کہ اپنی بی بی کو کم ہوتا ہے مگر آپ کی بی بی صاحبہ بی خیر النسا، جو اسوقت بہت سن رسیدہ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتی ہیں اور ابتدا میں یہی حضرت صاحب کی مخطوبہ تھیں مگر حضرت صاحب کے انکار سے انکا نکاح دوسری جگہ ہوگیا تھا پھر بیوہ ہوگئیں اور حضرت سے عقد ہوگیا واقع میں اسم بامسمیٰ ہیں سخاوت وحلم وکرم۔ وعفو۔ وشفقت وعلم وفہم کہ مثنوی میں بھی مہارت رکھتی ہیں اور دوسری صفاتِ حمیدہ سے موصوف ہیں۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میں اور ان میں صرف مرد وعورت ہونے کا فرق ہی ورنہ اکثر صفات میں مشارکت ہی حضرت صاحب کی وفات کے بعد عصبات کی تقسیم کے لیے آپ کا ترکہ جو بہت مختصر تھا نیلام ہوگیا ایک مخلص سیٹھ نے اس نیت سے خرید لیا کہ پھر بی بی صاحبہ کو نذر کر دونگا مگر آپ نے بجز چند ملبوسات حضرت صاحب کے اور کچھ نہیں قبول کیا اور وہ ملبوسات بھی حضرت کے خدام کو تبرکاً تقسیم کر دیے چنانچہ اس ناکارہ کو بھی بعض ملبوسات عطا ہوی ہیں باوجود اصرار خدام کے محض توکل پر مکہ کا قیام اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ جزاے خیر دین بعض امرار مخلصین نے کچھ ماہوار مقرر کر دیا ہے۔ غرض اُنکی حالت ایک مصداق ہے تفسیر اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ کی اللہ تعالیٰ اُنکی برکت سے اور خلفار کے واسطہ سے حضرت صاحب کے انوار وبرکات کو دائم قائم رکھیں آمین آمین۔

خاتمہ، در غزلِ موعودِ مقدمہ ازالۂ عیب لبیب، در طلب وسائل وصل الحبیب

دلا تیرہ منشین صفائے طلب کن	ازین خاکدان کیمیائے طلب کن
چو بر کشتی آرزو مے نشینی	ز دریا دلان ناخدائے طلب کن
زخود رہ بجائے نہ بُرد ند مردان او	درین تیرگی رہنمائے طلب کن

ره دل گرانیِ تن بر نتابد — سبکتر ازین بارِ پائے طلب کن
نه عمرست با این نفس زندگانی — ازین جان فزاتر هوائے طلب کن
نه جولانگهِ تست صحرائے گیتی — ازین دلکشاتر فضائے طلب کن
سرت را ازین گرد بالش نزیبد — فرازِ فلک متکائے طلب کن
دو چشمت دو آئینه و هر دو تیره — ز خاکسترِ دل جلائے طلب کن
زمین پلے لغزست از خون مردان — ز پیرانِ این ره عصائے طلب کن
فرو رو بهر ژنده همچو سوزن — شهنشاه مشرب گدائے طلب کن
صبوحی مکن با تنک می حریفان — ز دریا کشان آشنائے طلب کن
بساطِ جهان نیست از مرد خالی — ازین کهنه ده کدخدائے طلب کن
چو طاؤس تا کے بدیبا برقصی — چو شیران لباس از عبائے طلب کن
بکوری دل چیست کحل الجواهر — بصیرت فزا توتیائے طلب کن
مبادا دَد و دام از ره برندت — ز پیرِ ملائک وطائے طلب کن
زمینی ست سر منزلِ فقر عالی — درین بوم ظلِ همائے طلب کن
چو دراعهٔ فقر در بر کشیدی تو — ز تار توکل ردائے طلب کن
چو کاهے بدیوار غم چند ماندن — یکے جذبهٔ کهربائے طلب کن
شکستن اگر بایدت دانهٔ دل — یکے گردش آسیائے طلب کن
نظر بگسل از نقشِ اشباح دهی — بهنگامه خلوت سرائے طلب کن
بشو تختهٔ بحث و انکار علمی — منزه ز چون و چرائے طلب کن
بقطع بدن طاعتِ حق نزیبد — ز برگِ فنا بوریائے طلب کن
گرت آستین پر گل و لاله باید — برو آستانِ رضائے طلب کن
براهِ طمع چند ازین خاک بیزی — ز اکسیر همت غنائے طلب کن
بجسم سفالین مریز آبرو را — ز چشمِ زجاجی انائے طلب کن
نمک نیست در نعمتِ خوانِ دنیا — ز شورابهٔ چشم ابائے طلب کن

مبرّوست بر آخور خرنها دان — زخوان مسیحا غذائے طلب کن
ازان بزم کش نیم سوز ست دلها — حریفانہ نزل بلائے طلب کن
درین مزرع آب و گِل دانہ سبز — بیفشان د ابر وفائے طلب کن
چو خود را تو خود ریختی خون ہم از خود — قصاصے بجو خونبہائے طلب کن
عدالت تن آسودگی بر نتابد — خروشے برون دہ فنائے طلب کن
خداعِ زمان را فسونے فرودم — صداعِ جہان را طلائے طلب کن
چو مردان بخون خود اردر نہ غلطی — بر واز عروسان حنائے طلب کن
درآن باغ داری ہوائے شگفتن — درین باغ نشو و نمائے طلب کن
گل از خار جوئی گنج از خرابہ — تو برگ از دل بینوائے طلب کن
بدرد طلب گر چو من دردمندی — ہم از دردمندان دوائے طلب کن
گرت دستگاہ مصاف ست باخود — ز سلطانِ ہمت لوائے طلب کن
چو ادبار چندا انحطاط و ہوانت — چو اقبال عزّ و علائے طلب کن
ز جیلولت ارض ماہت گرفتہ — ازین انخساف انجلائے طلب کن
ہزاران قدم از عدم پیشتر نہ — وزانجا نشانِ فنائے طلب کن
رُخِ لطمہائے ید اللہ نداری — بے سیلیِ غم قفائے طلب کن
کلیدِ درِ چارہ چون گم شد از تو — بر درِ چارہ خود زجائے طلب کن
ز ہر خارہ گوہر نیارند بیرون — بجز کعبہ حاجت روائے طلب کن
زبان لائق اقتدا نیست رہ را — چو پیرِ خرد مقتدائے طلب کن
وگر ہیبت مشتری راہ گیرد — بجز عقل مشکل کشائے طلب کن
درین تیہ تنہا خرد گم کند رہ — ز شمع شریعت ضیائے طلب کن
ہمہ پس رو اہل یونان چہ باشی — ز ملکِ عرب پیشوائے طلب کن
رسیدی ز مخانہ شوق طالب — ز اہل صفا مرحبائے طلب کن
مگر گفتہ ات جائے گیرد بدلہا — ز اربابِ معنی دعائے طلب کن

تمت الرسالۃ علی ید المسکین اشرف علی ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۲ھ فی تھانہ بھون۔

ضمیمہ کمالات امدادیہ

بعد ختم رسالہ کے بعض احباب نے فرمایش کی کہ اگر اور کوئی روایت کمالات کی بے تکلف یاد آجاوے تو وہ بھی قلمبند کرلی جاوے چنانچہ کمالات ذیل اور یاد آئے۔

کمال حضرت صاحب کسی پر عنایت فرماکر اپنی مسند پر بٹھلانا چاہتے تو یہ عذر کیا جاتا کہ **ع** بجاے بزرگان نباید نشست تو حضرت صاحب ارشاد فرماتے کہ اس کے یہ معنے نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اُسکی مساوات کا مدعی نہ ہو **ف** عارفین کے کلام کے حقائق کا پہچاننا دلیل ہے عارف و محقق ہونے کی۔

کمال حضرت صاحب ایک درویش کی نسبت کچھ کلمات ثنائیہ ارشاد فرمانے لگے اُنھون نے فرمایا۔ **من ہیچ نیم** حضرت صاحب ہنسکر فرمانے لگے کہ جب عارف اپنی تعریف کرتا ہے تو کہتا ہے میں کچھ نہیں جو حاصل ہے مقام فنا کا **ف** عارفین کے مزاح میں بھی مسائل ہوتے ہیں حضرت نے یہ مسئلہ ظاہر فرمادیا کہ اپنے کو ناچیز و بے کمال سمجھنا عین کمال ہے۔

کمال ایک بار مجلس مین چند خدام حاضر تھے اور کسی کتاب تصوف کا سبق ہونے لگے۔ بعد دعا کی گئی بعد دعا کے حضرت صاحب نے بشارت دی کہ اسوقت جسقدر آدمی اس مجلس میں موجود ہین سب کو ذرہ محبت حق تعالیٰ کا نصیب ہو گا **ف** طالبین کو بشارت دینا منجملہ کمالاتِ مشیخت و شان تربیت ہے اس سے علاوہ نفع تام کے فی الحال بہت ترقی ہوتی ہے۔

کمال ایک بار آیۂ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ کی تاویل مین ارشاد فرمایا کہ سیئات ہمارے یہی اعمال و عبادات ہیں کہ بوجہ ضیاع حقوق و آداب مثل سیئات ہیں حق تعالےٰ اپنے فضل سے اُن کو حسنات میں شمار فرما دیں گے **ف**

اس سے علاوہ دقت علم کے کمال خشیت ثابت ہے جسکی فضیلت مین آیۂ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ وارد ہے۔

کمال حکیم احمد حسن صاحب بوڑھانوی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا محمد منظر حسین صاحب کاندھلوی تاج الاتقیار مکۂ معظمہ میں بیمار ہوگئے تو حضرت صاحب رحمہ سے فرمایا کہ میں متمنی ہوں موتِ مدینہ کا اور اب میری حالت یاس کی ہوگئی آپ نے ذرا تامل کرکے فرمایا کہ آپ یہان انتقال نہ فرماوینگے مولانا کو بالکل اطمینان ہوگیا چنانچہ مدینۂ طیبہ تشریف لے گئے اور وہان وفات فرمائی **ف** اس سے علاوہ کرامت حِسّیہ کے حضرت صاحب کی مقبولیت ایسے اکابر کی نظر مین ثابت ہوتی ہے جو دلیل ہے ولایت کی۔

کمال جناب قاری محمد علی خانصاحب جلال آبادی سلمہم اللہ تعالی کا بیان ہے کہ حضرت مولانا ممدوح فرماتے تھے کہ حضرت صاحب کی شان مثل متقدمین وسلف صالحین کے ہے آج کل ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے **ف** مثل **ف** سابق۔

کمال ایک بار بدویوں کی سختی کا ذکر آیا فرمانے لگے کہ حکام مجازی سے ملنے کے لیے اُن کے خان سامان اور اردلی کی کیسی خوشامد کرتے ہیں یہ لوگ تو دربار الٰہی و دربار رسول میں پہونچانے والے ہیں اگر ان کی مُدارات و مراعات کی جاوے تو کیا بعید ہے **ف** اس سے کمال محبت اللہ ورسول کی مترشح ہے چنانچہ ظاہر ہے

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ حق تعالے کی حکمت وصنعت جسقدر اشیار جمیلہ کے پیدا کرنے میں ظاہر ہے اُسی قدر بلکہ اُس سے بھی زائد اشیار قبیحہ کے پیدا کرنے میں ظاہر ہے کیونکہ خوشنویس کا بڑا کمال ہے کہ چاہے خوبصورت حرف لکھے خواہ بدصورت بلکہ بدصورت حرف کا بنانا زیادہ کمال کی دلیل ہے کہ اپنی قدرتِ خلاف ظاہر ہو **ف** سبحان اللہ کیسی معرفت کی بات ہے۔

کمال ایک بار حضرت صاحب نے پانی پیا اور فرمایا کہ میاں جیسی پانی نعمت ہے پیاس بھی نعمت ہے کیونکہ اگر پیاس نہو تو پانی سے لذت حاصل نہیں ہوسکتی۔

منا | ضمائم اللہ والرسول
منا | انتظام
منا | معرفت

ف سبحان اللہ کیسی معرفت و محبت کا مضمون ہے اس لیے عارفین آلام سے
بھی متلذذ ہوتے ہیں۔

معرفت و محبت ۱۲

کمال جناب مولوی محمد منیر صاحب نانوتوی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت
صاحب سے بیعت کے لیے عرض کیا آپ نے فرمایا تبلاؤ کہ ایک زمین ہے
اُسمیں جھاڑ جھنکار کھڑے ہیں اُسمیں ایک شخص تخم پاشی کرنا چاہتا ہے اُسکے لیے
کون طریق بہتر ہے آیا پہلے جھاڑ وغیرہ صاف کرکے تخم پاشی کرے یا تخم پاشی کرکے
جھاڑون کو صاف کرتا رہے مین نے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ
پہلے تخم پاشی کردے کیونکہ اگر جھاڑ نکالنا شروع کیے اور تخم پاشی کے قبل موت
آگئی تو مقصود اصلی کچھ حاصل نہوا اور اگر تخم پاشی پہلے کردی تو گو کھیتی زور کی
نہوگی مگر محروم تو نرہے گا آپ نے فرمایا تو بس جاؤ تم نقشبندی طریق مین بیعت کرو
تمکو اُس سے مناسبت ہے ف استعداد طالب کا امتحان ایسے سہل طریق
سے اور اُسکی شناخت یہ بڑے شیخ کامل و محقق کا خاصہ ہے حضرت صاحب
نے اس میں کمال ہی کردیا۔ اور جو شخص دونوں خاندانوں کے طرز تربیت
کو جانتا ہوگا وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ مثال نہایت منطبق ہے۔ رہا شبہہ حرمان کا
بعض اوقات میں چونکہ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ ثابت ہے اسلیے حرمان کا
احتمال نہیں وَالْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ۔

امتحان استعداد ۱۲

کمال ایک بار سفر حج کی صعوبتوں کا جو اسوقت بڑھ گئی ہیں تذکرہ تھا اور لوگ
افسوس کررہے تھے کہ اب لوگ حج کم کرینگے حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا
کہ میاں اس سے تو مطلوب کی اور بھی قدر بڑھ جاتی ہے اہل طبع سلیم زیادہ شائق
ہونگے کہ کوئی بڑا مقصود ہوگا جسکے شرائط اتنے شدید ہیں اور یہ شعر حسب حال
ارشاد ہوا ؎ رنج راحت شد چو مطلب شد بزرگ ٭ گرد گلہ توتیائے چشم گرگ۔

ف اس سے حضرت صاحب کا عارف اور احکام تکوینیہ کے اسرار مین
مبصر ہونا رنگ محبت کے ساتھ ظاہر ہے۔

عرفان و محبت ۱۲

کمال ایک بار ایک شخص حاضر ہو کر افسوس کرنے لگے کہ میں اتنے روز دن بیمار رہا اور حرم میں نماز نصیب نہ ہوئی حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عارف ہوتا ہے وہ حرم میں بلا اختیار نماز نہ ملنے پر متاسف نہیں ہوتا کیونکہ طرق قرب مختلف ہیں اگر محبوب نے بجائے صلوٰۃ فی الحرم کی مرض کو طریقِ قرب تجویز فرمایا ہو تو اس شخص کا کیا منصب ہے کہ اپنی تجویز کو ترجیح دے **ف** اس ارشاد میں مغز معرفت ظاہر فرما دیا ہے اس کو حضرت عارف شیرازی نے لسانِ اشارت میں بیان کیا ہے ؎ در طریقت پیش سالک ہرچہ آید خیر اوست * بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست * جو شخص اس میں اتقان و ایقان حاصل کریگا اُسکو ہمیشہ باطنی ترقی ہوتی رہے گی۔

کمال ایک شخص بیان کرتے تھے کہ حضرت صاحب سے کسی نے یہ خبر بیان کی کہ فلان شخص آپ کی نسبت یوں کہتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تجھ سے اچھا ہے اُس نے اِتنا تو لحاظ کیا کہ پس پشت ہی کہا تو تو ایسا بدلحاظ نکلا کہ برو کہدیا وہ شخص نہایت ذلیل و نادم ہوا اور پھر چغلخوری کا پھر حوصلہ نہ رہا **ف** یہ مضمون تقلید کے قابل ہے اگر اکابر و مشائخ ایسے نماموں کو ایسا ہی جواب دیدیا کریں تو باب نمیمہ بند ہو جاوے اسمیں بالکل اتباع ہے سنت کا کہ ایسے خوشامدیوں کی تذلیل کا حکم ہے اور اعلیٰ درجہ کی حکمت کا اثبات ہے کہ بہت سہل طریق سے باب مفاسد کا انسداد ہوتا ہے

کمال ایک بار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونیکا تذکرہ ہوا فرمانے لگے کہ بھائی ایسی بڑی آرزو کرنی بڑے لوگوں کی ہمت اور حوصلہ ہے ہم کو اگر مزار شریف کے گنبد کی زیارت ہی ہو جاوے تو غنیمت سمجھتے ہیں **ف** اس اِرشاد سے جس درجہ تواضع و انکسار مترشح ہے ظاہر ہے اور تنبیہ و تعلیم ہے طالبان احوال و بشارات کو کہ یہ شان عبدیت و محبت کے خلاف ہے بلکہ اصل مقصود رضا و تسلیم ہے جو عطا ہو جاوے فضل ہے اور جو نہ ملے عدل ہے ؎ فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ * جز شکستہ می نگیرد فضلِ شاہ *

بشریت انبیاءؑ

مؤلفہ مولانا عبدالماجد صاحب دریاآبادی مدظلہ العالی

مذکورہ بالا کتاب میں مولانا موصوف نے انبیاء علیہم السلام کی بشریت کو قرآن کریم کی روشنی میں واضح اور عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے جو نہ صرف مطالعہ کے لائق ہے بلکہ اصلاحِ عقیدہ کے لیے کافی و شافی ہے۔

ناشر:۔ مکتبۃ الفرقان گوالمنڈی لاہور

تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب

یہ کتاب مولانا منظور احمد صاحب نعمانی مدظلہ العالی کی کاوش کا
نتیجہ ہے اس کتاب میں مذکورہ بالا مسئلہ کو عمدہ طریق سے بیان کیا گیا
ہے قرآن حکیم اور احادیث نبوی کی روشنی میں مسئلہ ایصال کو ثابت ا
کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مسئلہ کی میں اکابرین ملتِ
اسلامیہ کے اقوال سے مدد لی گئی ہے امید ہے یہ مقالہ نہ صرف
عوام الناس کی خواص کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہوگا
سفید کاغذ، عمدہ طباعت، رنگین ٹائٹل، قیمت تین روپے